عقائد اہلسنت کا ترجمان

مجلہ

صاحب لولاک

سالگرہ

جلد نمبر 1 شمارہ نمبر 1 محرم/صفر 1437 اکتوبر/نومبر 2015

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مناقب حضرت سیدنا امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہ

عاشورہ کے فضائل

شانِ حضرت داتا گنج بخش ہجویری علیہ الرحمہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اہلبیت
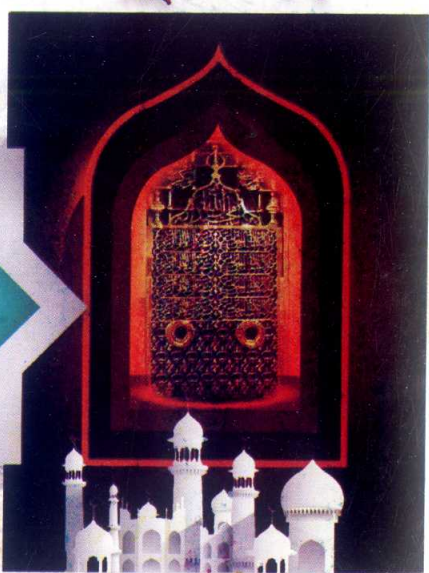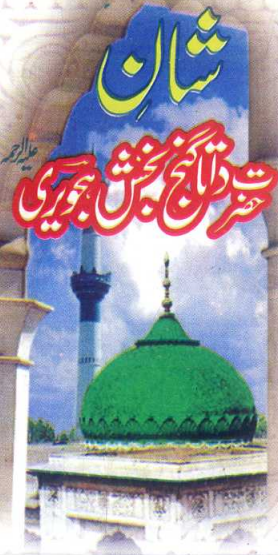
امام احمد رضا خان اور اہلبیت کرام رضی اللہ عنہم

مدیر اعلیٰ
قاری محمد عاصم ندیم چشتی

بتاریخ 5 دسمبر 2015ء، 22 صفر المظفر 1437ھ بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء

بمقام: مرکزی رضوی جامع مسجد آستانہ عالیہ حضرت شیر اہل سنت سانگلہ ہل

منبع انوار وتجلیات، مرکز فیوض برکات، سلطان الاولیاء حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
امام ربانی منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین امام الشاہ احمد رضا خان قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی
زبدۃ العارفین، مظہر اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم عالم اسلام، حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات
محی الدین امام الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی نوری رحمۃ اللہ علیہ

زیر کرم: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا الحاج پیر مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی الازہری بریلی شریف
پیکر صدق وصفا بدر المشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج پیر محمد شوکت حسن خاں قادری رضوی نوری کراچی

زیر صدارت: بقیۃ السلف استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا پیر مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی صدر سنی علماء کونسل، سرپرست انجمن میلاد مصطفیٰ سانگلہ ہل

زیر سرپرستی: صاحبزادہ پیر محمد ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف

خطابات: شہنشاہ خطابت خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد ابوبکر چشتی صاحب خطیب اعظم راولپنڈی
خطیب اہل سنت فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا سید فیض الحسن شاہ صاحب خطیب اعظم سکھیکی منڈی

تلاوت: مولانا حافظ محمد آصف شمسی صاحب، مدرس جامعہ قادریہ رضویہ سانگلہ ہل

نعت ومنقبت: مولانا حافظ فتح محمد قادری رضوی صاحب

نقیب محفل: فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد شاہد رضا رضوی سرگودھا

زیر قیادت: استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شفیق احمد مجددی ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ رضویہ سانگلہ ہل
حضرت علامہ مولانا قاری محمد عاصم ندیم چشتی رضوی (خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ اجمیر شریف۔انڈیا)

زیر نگرانی: حاجی خالد محمود رونقی صاحب، جناب قاری محمد حبیب قادری رضوی صاحب، جناب ماسٹر حبیب اللہ قادری رضوی،
جناب ڈاکٹر ندیم احمد قادری رضوی صاحب، جناب حاجی محمد امین حبیبی صاحب

منجانب: انجمن میلاد مصطفیٰ (رجسٹرڈ) سانگلہ ہل۔ جماعت اہل سنت سانگلہ ہل

میثم قادری

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

MAJALLA
SAHIB-E-LOLAK
Sangla Hill (PAK)

مجلہ عقائد اہلسنت کا عظیم ترجمان
دوماہی
صاحب لولاک
سانگلہ ہل

جلد نمبر 1۔ شمارہ نمبر 1

اکتوبر۔نومبر 2015ء محرم وصفر 1437ھ

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رضوی حامدی سانگلوی

مدیر اعلیٰ: قاری محمد عاصم ندیم چشتی ابوالانس 0300-7296299

نائب مدیر: مولانا محمد افضال حسین نقشبندی 0332-6855819

حسن ترتیب

ضروری نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

قیمت فی شمارہ 30 | زر سالانہ 360 | UK 20 پاؤنڈ سالانہ | عرب امارات 100 درہم | USA 40 ڈالر سالانہ

Graphics way sangla 0345-7213430

مدیر اعلیٰ کی ڈاک: جامع مسجد صدائے یارسول اللہ ﷺ نزد T.H.O ہسپتال محلہ احمد آباد سانگلہ ہل ضلع ننکانہ شریف
0300-7296299
0347-8683985

ذکر شہادت

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

کس زبان سے ہو بیان عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

رزم کا میدان بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہل بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہل بیت

حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہل بیت

اے شباب فصل گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہل بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیرا ہے
دن دیہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہل بیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنة اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

﴿صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اغراض و مقاصد﴾

۱۔۔ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اوّلین ترجیح

۲۔۔عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان عام کرنا

۳۔۔عقیدہ ختم نبوۃ کا تحفظ

۴۔۔ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار اور اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی عزت وناموس کا تحفظ

۵۔۔اولیاء کاملین کی تعلیمات کو عام کرنا

۶۔۔قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی ترویج واشاعت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (پارہ نمبر۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹)

"اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا" (کنزالایمان)

فرمایا گمان بھی مت کرو ذہن میں خیال بھی مت کرو عرض کی مولا کس بات کا۔

فرمایا: الَّذِيْنَ قُتِلُوْا "وہ لوگ جو قتل کیے گئے ہیں"

ان کے بارے دل میں خیال بھی نہ کرو کس کے بارے؟ جو مکانوں کے لئے قتل ہو گئے، جو زمینوں کے لئے قتل ہو گئے، جو مال کے لئے قتل ہو گئے، جو دنیا داری کے لئے قتل ہو گئے۔ کن کے متعلق ہے کہ وہ قتل ہو جائیں تو گمان بھی نہ کرو۔

الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "جو اللہ کی راہ میں مارے گئے"۔ (کنزالایمان)

وہ لوگ مراد ہیں جو لوگ اللہ کی راہ میں، اللہ کے راستے میں، قتل کر دیئے گئے شہید کر دیئے گئے ان کے بارے میں ذہنوں میں خیال بھی نہیں لانا کس بات کا؟

الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا "جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا"۔ (کنزالایمان)

شہیدوں کے بارے میں ذہن میں مردہ ہونے کا خیال وگمان بھی نہیں کرنا۔ لوگو کتنی بڑی شان ہے، کتنا بڑا مرتبہ ہے۔ یہ کوئی چھوٹی چیز ہے اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ شہید کو مردہ کہنا تو دور کی بات ہے گمان بھی نہیں کرنا

جو کلمہ پڑھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ مانے مر کر مٹی میں ملنے کا عقیدہ اپنی کتابوں میں لکھے (اسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، صفحہ ۶۹، الفصل الخامس فی رد شرک فی العادات مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی، ایضاً صفحہ ۵۰، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، ایضاً صفحہ ۱۳۲، مطبوعہ مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ایضاً صفحہ ۸۶، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور، ایضاً صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مکتبہ محمدیہ چک R-109/7 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال)

اور تقاریر میں، وعظوں میں اور دروس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے ہیں کا عقیدہ بیان کرے بتاؤ وہ مومن ہو سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

شہید کون ہوتا ہے؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام در غلام در غلام در غلام کو مردہ

گمان بھی نہیں کرنا اور کرنے والا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے تو جو نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مردہ ہونے کا، مر کر مٹی میں ملنے کا نعوذ باللہ عقیدہ رکھے اپنی کتب میں لکھے بتاؤ وہ ایمان دار رہتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیوں کہ شہداء کا درجہ چھوٹا ہے انبیاء کرام کے درجے سے۔ سنو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ (پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت:۶۹)

''جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ''۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار درجات بیان فرمائے ہیں۔

پہلا انبیاء کا دوسرا صدیقین کا تیسرا شہداء کا چوتھا صالحین کا

جو قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق تیسرے درجے کے مالک ہوں ان کا تو یہ مقام ہو کہ ان کو مردہ کہنا تو درکنار گمان کرنا بھی جائز نہ ہو بلکہ نص کا مخالف ہو اور جو پہلے درجے کے مالک ہوں بلکہ جو ساری خدائی کے مالک ہوں ان کے بارے میں یوں بکواس کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟۔ جن کے صدقے میں شہداء کو یہ مقام اور درجہ حاصل ہوا ہے اس نبی کا اپنا کیا مقام ہوگا؟۔

قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہوا کہ شہداء زندہ ہیں تو سوال پیدا ہوا کہ حیات کا تقاضا تو یہ بھی ہے کہ بندہ کھائے بھی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ ''بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں''۔ (کنز الایمان)

حیات بھی ہیں رزق بھی کھاتے ہیں کون؟ شہداء۔ آگے فرمایا

فَرِحِيْنَ ''شہداء خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں''۔

قرآن، حدیث میں (صحیح نہ تو کوئی حسن ہی سہی، حسن نہ تو کوئی ضعیف ہی سہی) کہیں بھی نہیں آیا کہ شہید کو شہادت کا غم ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَرِحِيْنَ

رب تو فرمائے شہداء خوشیاں منا رہے ہیں اب بتاؤ! یوں کہنا ''نبی کا باغ اجڑ گیا''، ''زینب لٹ گئی'' اور ''فاطمہ کا کچھ نہ رہا'' اس طرح کی جو شہادت بیان ہوتی ہے بتاؤ قرآن کے الفاظ اس کی اجازت دیتے ہیں؟

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ ''شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں دیا''۔

شھداء کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اور درجات عطا کئے ہیں شہداء ان درجات کے عطا ہونے کی وجہ سے خوشیاں منا رہے ہیں۔

عرض کیا یا اللہ یہ نعمتیں اور درجات شہادت سے ہیں۔ فرمایا: مِنْ فَضْلِهٖ ''میرے فضل سے''۔

یہ سب کچھ میرے فضل سے ہی ہے۔ ان کو شہادت دینا بھی میرا ہی فضل ہے۔ ان کی شہادت قبول کرنا بھی تو میرا ہی فضل ہے شہادت کے بعد ان کو درجات عطا کرنا بھی میرا ہی فضل ہے۔

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ ''اور خوشیاں منا رہے ہیں''۔ بشارتیں دے رہے ہیں، خوشخبریاں دے رہے ہیں۔ کن کو؟ کیا قبور والوں کو خوشخبری دے رہے ہیں؟ فرمایا: بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ''اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے'' جو ابھی دنیا میں ہیں ان کو کہتے ہیں شہید ہو کر مرنا۔ خوشخبری کیا سناتے ہیں؟ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پارہ:۴، سورۃ آل عمران، آیت:۱۷۰) ''کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم''۔ ہمیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم اور تم بھی شہید ہو کر مرنا تمہیں بھی نہ خوف ہوگا اور نہ غم۔ پتہ چلا شہادت کتنا بڑا مقام ہے۔

اب سنو فقہاء کرام کیا فرماتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''شہید کا جنازہ نہیں پڑھا جائے گا''۔ (الترمذی: الجامع الصحیح ابواب الجنائز، باب ماجاء فی ترک الصلوٰۃ علی الشہید، الرقم:۱۰۳۶، صفحہ ۳۲۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

شہید شہادت کے منصب پر فائز ہو کر اتنا پاک ہو چکا ہے کہ وہ ہمارے جنازے کا محتاج نہیں رہا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازہ پڑھا جائے گا۔ جیسے ہم درود شریف پڑھتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درود کے محتاج نہیں لیکن درود پاک پڑھا جاتا ہے اسی طرح شہید اگر ہمارے جنازے کا محتاج نہ بھی ہو تو جنازہ پڑھا جائے گا۔

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہا تو پوری امت کے اعمال ایک طرف کئے جائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بار ''سبحان اللہ'' کہنے کی برابری نہیں کر سکتے۔ جن کی یہ شان ہو وہ ہمارے درود کے محتاج ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ ان کا کرم ہے ہم درود پڑھتے ہیں تو وہ قبول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے انعام واکرام سے بھی سرفراز کرواتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی موت ایسی سعادت ہے کہ ادھر بندہ کی روح نکلتی ہے اور ادھر بندہ حسن مطلق کے جلووں میں گم ہو جاتا ہے اسی وجہ سے شہید کو جتنے بھی زخم آئیں خواہ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے شہید کو تکلیف کتنی ہوتی ہے؟ حدیث شریف میں آتا ہے حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اس روایت کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مایجد الشهيد من مس القتل الا كما يجد احدكم من مس القرصة (الترمذی: الجامع الصحیح ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل المرابط، الرقم:۱۶۶۸، صفحہ ۵۲۵، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، ابن ماجہ: السنن ابواب الجہاد باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، الرقم:۲۸۰۲، صفحہ ۵۱۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم:۲۸۲، جلد ۱، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ مکتبۃ

المعارف الریاض، الہیثمی: مجمع الزوائد کتاب الجہاد باب ماجاء فی الشھادۃ وفضلھا، الرقم: ۹۵۲۳، جلد ۵، صفحہ ۳۸۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

''شہادت کے وقت شہید کو اتنی ہی تکلیف ہوتی جتنی تمہیں چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے''۔

یہ کیوں؟ حضرت زلیخا کا واقعہ سب نے سنا ہوگا قرآن میں بھی موجود ہے۔ حضرت زلیخا کی سہیلیوں نے کہا کہ غلام پر عاشق ہوگئی ہے۔ حضرت زلیخا نے اس تہمت سے اپنا دامن پاک کرنے کے لئے ان سب کی دعوت کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ ''توجب زلیخا نے ان کا چرچا سنا توان عورتوں کو بلا بھیجا''۔ (کنزالایمان) جب وہ سب عورتیں آگئیں تو زلیخا نے سب کو قطار میں بٹھادیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا ''اوران کے لئے مسندیں تیار کیں اوران میں ہرایک کوایک چھری دی''۔ جب ہرایک کے ہاتھ میں چھری اور پھل تھمادیا گیا تو زلیخا نے سیدنا یوسف علیہ السلام سے کہا۔ وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ''اور یوسف سے کہاان پر نکل آؤ''۔ جب حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام ان کے سامنے سے گزرے تو پھر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ (پارہ: ۱۲، سورۃ یوسف، آیت: ۳۱)

''جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اوراپنے ہاتھ کاٹ لئے''۔ وہ عورتیں ایسی حسن یوسف میں مگن ہوئیں کہ انگلیاں کٹ گئیں لیکن ان کو خبر نہ ہوئی۔ بتاؤ ان کو انگلیاں کٹنے کی درد ہوئی ہے؟ نہیں۔ کیوں نہیں ہوئی؟ وہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے حسن کے جلووں میں مگن تھیں اگر حسن یوسف میں اتنا کمال ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے لیکن ان کو درد نہیں ہوا تو جب شہید حسن الٰہی کے جلووں میں گم ہوگا تو اس کو شہید کردیا جائے تو اس کو خبر کیسے ہوگی۔ کیونکہ حسن یوسف کے جلوے، حسن الٰہی کے جلووں سے بدرجہا کم تر ہیں۔

جب حُسنِ یوسف کے جلووں میں اتنی کشش ہے کہ دیکھنے والوں نے ہاتھ کاٹ لئے مگر خبر نہ ہوئی تو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں کا حال کیا ہوگا۔ جب شہید شہادت کے منصب پر فائز ہو رہا ہوتا ہے، جان قربان کررہا ہوتا ہے ساری کائنات کے پردے آنکھوں سے ہٹادیئے جاتے ہیں شہید اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں میں مگن ہوتا ہے۔ پھراس پر جتنے مرضی تیر چلیں خواہ اس کے اوپر سے ٹینک (Tank) گزاردیئے جائیں اس کو کوئی درد نہ ہوگا۔ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ (السیوطی: شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور، ترجمۃ الباب: ۳۸، باب: زیارۃ القبور وعلم الموتی بزوارھم ورؤیتھم لھم، الرقم: ۵۶، صفحہ ۲۱۲-۲۱۳ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت لبنان، ایضاً صفحہ ۱۸۹ مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت۔)

تین شامی بھائی رومیوں سے جہاد کیا کرتے تھے ایک دفعہ رومی بادشاہ نے ان کو پکڑ لیا بادشاہ روم نے ان تینوں

بھائیوں کو کہا اگر تم میرا دین قبول کرلو تو میں تمہیں اعلیٰ عہدے دوں گا اوراپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی بھی کروں گا لیکن ان تینوں بھائیوں نے انکار کردیا۔ ''اورفریاد کی یا محمداہ ﷺ ہماری مدد کیجئے''۔ روم کے بادشاہ کے حکم پر تین بڑے دیگ تیل بھر کر آگ پر رکھے گئے اوروہ دیگ تین دن رات برابران کے نیچے آگ جاری رہی۔ وہ بادشاہ ہرروزان کو ان دیگوں کے پاس لے کر جاتا اورکہتا دین عیسائی قبول کرلو ورنہ تم کو دیگوں میں ڈلوادوں گا یہ تینوں انکار کرتے رہے۔ چوتھے دن رومی بادشاہ نے ان تینوں بھائیوں میں سے بڑے کو دیگ میں ڈلوادیا۔ پھر دوسرے بھائی کو دیگ کے پاس لے جاکر سمجھایا اس کے انکار پر اسے بھی دیگ میں ڈال دیا گیا۔ ایک مجوسی آیا اس نے بادشاہ کو کہا میں اس کو دین اسلام سے پھیروں گا۔ بادشاہ نے کہا تو کس طرح پھیرے گا۔ اس مجوسی نے بادشاہ کو کہا عرب کے لوگ عورتوں کو بہت چاہتے ہیں میری ایک بیٹی بہت خوبصورت ہے ملک روم میں اس جیسی خوبصورت لڑکی ہی کوئی نہیں۔ میں اپنی لڑکی کو اس کے پاس بھیجوں گا وہ اس کو دین اسلام سے پھیردے گی۔ وہ مجوسی بادشاہ کو چالیس دن کا وقت دے کر اس لڑکے کو اپنے پاس لے آیا اوراپنی لڑکی کے سپرد یہ کام لگایا کہ اس نے اس لڑکے کا ایمان خراب کرنا ہے۔ اس مجوسی کی لڑکی نے اپنے باپ کو کہا کہ تم مطمئن رہو میں یہ کام کردوں گی وہ لڑکا مجبوری سے اس کے ساتھ رہنے لگا اور وہ لڑکا تمام دن روزہ رکھتا اورتمام رات عبادت میں گزارتا۔ یہاں تک کہ پورا مہینہ گزر گیا۔ لیکن اس لڑکے نے عورت کی طرف نہ دیکھا۔ ایک دن مجوسی نے اپنی لڑکی سے پوچھا تو نے اس لڑکے کے ساتھ کیا کیا۔ اس مجوسی کی لڑکی نے باپ کو کہا کہ اس لڑکے کے دو بھائی اس شہر میں قتل کئے گئے ہیں شاید ان کے غم کی وجہ سے میری طرف توجہ نہیں کرتا تم بادشاہ سے مدت زیادہ طلب کرواور مجھے اس کے ساتھ کسی دوسرے شہر میں چھوڑ آؤ۔ اس مجوسی نے بادشاہ سے مدت زیادہ کرواکر اپنی بیٹی اوراس لڑکے کو دوسرے شہر بھیج دیا۔ وہاں بھی اس لڑکے نے اس لڑکی کی طرف نظر نہ کی بلکہ دن بھر روزہ رکھتا اوررات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتا۔ جب آخری رات آئی اس لڑکی نے کہا اے نوجوان تو اپنے پروردگار کی اطاعت وفرمانبرداری میں کامل ہے اور تیرا پروردگار سچا ہے۔ اورمیں نے بھی دین اسلام قبول کرلیا ہے۔ اورمیں نے اپنا پرانا مذہب چھوڑدیا ہے ترک کردیا ہے۔ اس لڑکے نے اس لڑکی سے پوچھا۔ کس حیلہ سے ہم یہاں سے بھاگ جائیں۔ وہ لڑکی ایک طاقتور گھوڑا لائی یہ دونوں اس پر سوار ہوئے۔ پس یہ دونوں تمام رات چلتے سفر کرتے رہتے اوردن پورا چھپ کر گزارتے۔ ایک رات یہ سفر کررہے تھے۔ انہوں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی۔ جب اس لڑکے نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ اس کے دونوں بھائی ہیں اوران کے ساتھ فرشتوں کی جماعت ہے جو ان کی طرف آرہے ہیں۔ اس لڑکے نے اپنے بھائیوں کو سلام کیا اوران سے سوال کیا تمہیں تو جلتے تیل میں ڈالا گیا تھا تمہیں درد نہیں ہوا۔ بتاؤ! جو دنیا سے جاچکا ہو اور وہ پھر ملے تو کتنی خوشی ہوگی؟ اسی طرح یہ بھائی بھی اپنے دونوں بھائیوں سے مل کر بہت خوش ہوا۔

فقالا: ماکانت الا الغطسة التی رأیت حتی خرجنا فیلفردوس (اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان، جلد ۹، صفحہ ۳۳۹، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔)

انہوں نے کہا بھائی ادھر دیگ میں ڈالا گیا ادھر ہم جنت الفردوس میں پہنچ گئے۔ کوئی درد ہوئی؟ نہیں۔ جب ان دونوں کو جلتے تیل میں ڈالا جانے لگا تو ان دونوں نے کیا کہا یا محمدا ﷺ اے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد فرمایئے۔ ثابت ہوا مشکل کے وقت یا محمداہ ﷺ کہنا شرک نہیں ہے بلکہ پرانے لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بتاؤ انہوں نے مشکل کے وقت معصیت کے وقت حضور کو پکارا یا نہیں؟ پکارا۔ آج تک کسی بندے نے ان کو مشرک کہا؟ بدعتی کہا؟ ہرگز نہیں اگر وہ مشکل کے وقت حضور ﷺ کو پکارنے سے جنت الفردوس میں جاسکتے ہیں تو ہم سنی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل پڑنے پر پکارنے سے جنت الفردوس میں جاسکتے ہیں۔

میرا ایمان ہے ادھر ان دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور ان کے درمیان جو پردے حائل تھے وہ ختم ہوگئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوؤں میں محو تھے ادھر ان کو جلتے تیل میں ڈالا گیا اگر مصر کی عورتیں یوسف علیہ السلام کے حسن کے جلوؤں میں محو ہوں تو ہاتھ کٹ جائیں تو درد نہیں ہوتا تو حسن مصطفیٰ تو حسن یوسف سے کئی درجے زیادہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوؤں میں محو ہوں گے ان کو گرم تیل میں ڈالا جائے تو ان کو درد کیسے ہوگا؟ یہ کوئی سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے مل کر پوچھے سرکار جب تیر لگ رہے تھے حضور وہ کیا مقام تھا پھر وہ تمہیں بتائیں کہ وہ کس مقام پر فائز تھے۔ جب مصر کی عورتیں حسن یوسف کے جلوؤں میں محو ہوں تو ان کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ جائیں اور ان کو پتہ تک نہ چلے ان کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تو جو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوؤں میں محو ہوگا اس کو خواہ جتنے مرضی تیر لگ جائیں اس کو کیسے خبر ہوسکتی ہے۔ اور اگر شامی نوجوان جو سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے بھی غلام ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی غلام ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکاریں اور ان کو جلتے تیل میں ڈال دیا جائے تو ان کو تکلیف محسوس نہ ہو تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے بھی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے حد پیار بھی فرماتے ہوں اور جب ان کی شہادت اور ان کے ساتھیوں کی شہادتیں ہو رہی ہوں سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود بھی ہوں تو ایمان سے بتاؤ ان کو درد یا کوئی تکلیف محسوس ہوسکتی ہے ہرگز نہیں۔ میں دلیل سے بات کرنے والا بندہ ہوں کل کوئی یہ نہ کہے کہ مولوی عنایت اللہ سانگلے والے نے ویسے ہی جوش میں آکر کہہ دیا ہے اس پر کوئی دلیل تو نہیں ہے ناں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میدان کربلا میں موجود تھے تو سنو "مشکوٰۃ شریف" میں باب مناقب اہلبیت (التبریزی: مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہل البیت الفصل الثالث، صفحہ ۵۷۲، مطبوعہ اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی۔) میں روایت موجود ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہا ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور میں نے دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفیں مبارکہ بکھری ہوئی ہیں اور گرد آلود ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں یہ آپ کے دست اقدس میں کیا ہے۔ قال: هذا دم الحسین و اصحابه ولم ازل التقطه منذ الیوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں آج سارا دن میدان کربلا سے اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ فاحصی ذالك الوقت فاجد قتل ذالك الوقت (الطبرانی: المعجم الکبیر، الحسین بن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ یکنی أبا عبداللہ ذکر مولدہ وصفتہ وھیأتہ رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ وعن أبیہ وأمہ، الرقم: ۲۸۲۲، جلد ۳، صفحہ ۱۱۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن کو اس وقت کو یاد رکھا اور مجھے پتہ چلا کہ حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء اسی دن شہید ہوتے تھے۔ پتہ چلا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو اور آپ کے ساتھیوں نے کیا کچھ ملاحظہ کیا جب وہ قربانیاں پیش کر رہے تھے شہید ہو رہے تھے۔ رب تعالیٰ سے دعا کرو شہداء کربلا سیدنا علی اکبر، سیدنا علی اصغر جتنے بھی احباب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ ان کے فیوضات سے ہمیں دنیا و آخرت میں فیض یاب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اور ان کے صدقے ہماری دینی اور دنیاوی مشکلات کو آسان فرمائے آمین۔ تم شہداء کے واقعات پڑھو تمہیں پتہ چلے شہداء کا کیا مقام ہوتا ہے۔ تم خود ہی بتاؤ جن کا دیکھنا رب کا دیکھنا ہے (البخاری: الصحیح کتاب التعبیر باب من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ، الرقم: ۶۹۹۶، ۶۹۹۷، صفحہ ۱۲۰۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض) جب وہ سرکار ﷺ خود سامنے کھڑے ہوں اور تلواریں چل رہی ہوں بندہ شہید کیا جا رہا ہو جمال کس کا دیکھے رب کا جو ایسا جمال دیکھے جس کو دیکھنا خدا کا دیکھنا ہے اس کو تلواروں کے چلنے کا درد ہوگا؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ اب تو انجکشن لگا کر آپریشن کرتے ہیں پہلے کچھ سنگھاتے تھے وہ بیمار مست ہو جاتا تھا ڈاکٹر اس کی ہڈیاں تک کاٹ دیتے اور اس کو درد تک نہ ہوتا تھی۔ جس کو انجکشن کا نشہ ہو اس کو درد نہیں ہوتا تو جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا نشہ ہو اس کو کب درد ہوگا۔ (ماخوذ از خطبات شیر اہلسنت غیر مطبوعہ)

درس حدیث

عاشورہ کے فضائل

از علامہ محمد عاصم ندیم چشتی

جامع الاصول کی وہ احادیث جن میں عاشورہ کے حالات وفضائل اور روزہ رکھنے کی فضیلت مروی ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے روزے کی فرضیت سے قبل عاشورے کے دن روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان کی فرضیت نازل ہوئی تو حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے۔ ایک روائت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا (الحدیث)

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرضیت رمضان سے قبل عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہی وہ دن ہے کہ جس دن خانہ کعبہ کا خلاف چڑھتا تھا۔ فرماتی ہیں جب رمضان فرض ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے روزہ رکھے وہ رکھ سکتا ہے۔ جو نہ رکھنا چاہے وہ چھوڑ سکتا ہے۔ (ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ) یوم عاشورہ کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ عاشورے کے دن روزہ رکھتے تھے اور فرضیتِ رمضان سے پہلے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور سب مسلمانوں نے بھی پھر جب رمضان فرض ہوا تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عاشورے کا دن اللہ کے دنوں میں سے ہے لہٰذا جو چاہے روزہ رکھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دِن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ اچھا دن ہے۔ اس دن اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی انہوں نے روزہ رکھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا تم سے زیادہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو ماننے کے مستحق ہیں، پس آپ نے روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن موسیٰ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے دن کے روزے کی جستجو فرماتے ہوں جس کو دوسروں پر فضیلت ہو۔ سوائے عاشورا کے دن کے اور رمضان کے مہینے کے (بخاری ومسلم نے اس کی تخریج کی ہے) (ماثبت بالسنۃ) محمد بن صفی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشورا کے دن دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے آج کا کھانا کھایا ہے۔ عرض کیا گیا کہ ہم میں سے کچھ تو روزہ دار ہیں اور کچھ بے روزہ دار، فرمایا تم سب باقی دن کو پورا کرو، اور گردونواح کے لوگوں کو اطلاع کرو کہ وہ اپنا بقیہ دن پورا یونہی کریں۔ حضرت ربیع بن معوذ رضی

اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورے کی صبح اطراف مدینہ کے انصاریوں کے گاؤں کی طرف کہلا بھیجا کہ جو شخص روزہ دار ہو کر صبح کرے وہ اس کو روزہ پورا کرنا چاہیے اور جو بے روزہ دار ہو وہ بقیہ دن روزہ دار کی طرح گزارے۔ پس اِس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے۔ ہم مسجد چلے جاتے اِن چھوٹے بچوں کے لیے ہم اُون کے کھلونے بنا دیتے جو بچہ کھانے کے لیے روتا ہم یہ کھلونا اسے دے دیتے۔ یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔ (بخاری ومسلم نے اس کی تخریج کی ہے) ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ

عاشورہ کا روزہ گناہوں کا کفارہ ابوقتادہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یوم عاشورہ کا روزہ رکھنے پر میں گمان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ گزشتہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عاشورہ کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا تو عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو وہ دن ہے جس کی یہودی ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا انشاء اللہ آئندہ سال نویں اور عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ رکھوں گا پس آئندہ سال آیا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال پا چکے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار پسندیدہ اعمال: ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چار ایسے عمل ہیں کہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا (۱) عاشورہ کا روزہ (۲) عشرہ ذوالحجہ (۳) ہر ماہ کے تین روزے (۴) فجر سے پہلے دو رکعتیں، تہجد یا سنت فجر، نسائی نے اس کو بیان کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ماہِ رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ اللہ کا مہینہ محرم (عاشورہ کا) ہے اور فرائض پنجگانہ کے بعد سب سے زیادہ شرف والی نماز صلوٰۃ اللیل (نماز تہجد) ہے۔ ماثبت بالسنۃ

یوم عاشورہ کو اہل خانہ پر رزق کی کشادگی کا اجر وثواب: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ عاشورہ کے دن جس نے اپنے گھر والوں پر رزق کی کشادگی کی پھر سال بھر برابر کشادگی رہے گی۔ (ماثبت بالسنۃ، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ) جامع کبیر کی روائت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہتے ہو تو محرم کا روزہ رکھو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں ایک دن ایسا ہے (یومِ عاشورہ) جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دوسری قوم کی توبہ قبول فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو رغبت دلائی کہ عاشورہ دن توبۃ النصوح کی تجدید کریں۔ (یا دتازہ کریں) اور قبول توبہ کے طلبگار رہوں۔ پس جس نے اس دن اپنے گناہوں کی معافی چاہی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ویسے ہی قبول کرے گا جیسے ان سے پہلوں کی توبہ قبول فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نواسہء رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، جگر گوشہء بتول (رضی اللہ عنہا)، نورِ نظرِ سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ عین اور ہمارے دلوں کا چین ہیں، ہمارا ایمان انکی محبت کے بغیر معدوم ہے۔ سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ نبی مکرم، نورِ مجسم، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی حسین اور شبیر رکھا

حوالہ:۔(مسندِ امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ نمبر 159، مسند الفردوس للدیلمی جلد 2 صفحہ نمبر 339 رقم الحدیث 3533 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) اور آپکی کنیت ''ابو عبد اللہ'' اور لقب ''سبطِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)'' اور ''ریحانۃ الرسول'' ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھ کمال رأفت و محبت تھی چنانچہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شان میں فضائل کا ایک مکمل باب ارشاد فرمایا گیا ہے جس میں سے چند ایک روایات پیشِ خدمت ہیں!

(۱)۔﴿سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے سب سے بہتر نسب والے ہیں﴾

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اے لوگو! کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو اپنے نانا، نانی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے؟ کیا میں تمہیں انکے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو اپنے ماموں اور خالہ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو اپنے ماں باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہے؟ پھر فرمایا ''هما الحسن والحسين '' ترجمہ:۔(وہ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) ہیں)، ان کے نانا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی نانی خدیجہ بنتِ خویلد (رضی اللہ عنہا)، انکی والدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہ) بنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، انکے والد علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، انکے چچا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، انکی پھوپھی ام ھانی بنتِ ابی طالب رضی اللہ عنہا، انکے ماموں قاسم رضی اللہ عنہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی خالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنھن ہیں پھر فرمایا انکے نانا، والد، والدہ، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ جنت میں ہونگے اور وہ

دونوں (سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما) بھی جنت میں ہونگے''۔

حوالہ:۔(المعجم الاوسط للطبرانی باب من اسمہ محمد جلد 5 صفحہ نمبر 23 رقم الحدیث 6462 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، مجمع الزوائد للہیثمی کتاب المناقب باب فی ما اشترک فیہ الحسن والحسین رضی اللہ عنہما جلد 9 صفحہ نمبر 214 رقم الحدیث 1597 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، کنز العمال للھندی کتاب الفضائل باب فضل اہل البیت جلد 12 صفحہ نمبر 54 رقم الحدیث 34273 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(2)۔﴿سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کانوں میں اذان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی﴾

ولادت باسعادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت فرمائی، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ: ''اذّن فی اُذُنِ الحسین حین ولدته فاطمة '' ترجمہ:۔(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر انکے کانوں میں اذان دی)۔

حوالہ:۔(المستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ نمبر 197 رقم الحدیث 4827 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۳)۔﴿سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ وارث جرأت و سخاوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں﴾

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوصال کے دوران امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو آپ کے پاس لائیں اور عرض گزار ہوئیں:

''ورثهما يا رسول الله شيا '' ترجمہ:۔(یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطاء فرمائیں!) تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اما الحسن فله هيبتی وسؤددی '' ترجمہ:۔(حسن (رضی اللہ عنہ) میری ہیبت و سرداری کا وارث ہے)۔ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''اما الحسين فله جرأتی وجودی'' ترجمہ:۔(اور حسین (رضی اللہ عنہ) میری جرأت و سخاوت کا وارث ہے)۔

حوالہ:۔(مجمع الزوائد للہیثمی کتاب المناقب باب فی ما اشترک فیہ الحسن والحسین رضی اللہ عنہما جلد 9 صفحہ نمبر 214 رقم الحدیث 1598 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت زینب بنتِ ابی رافع رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت مروی ہے جس کو شارحِ بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابة فی تمييز الصحابة '' (رقم 11229 زینب بنتِ ابی رافع جلد 4 صفحہ نمبر 2520 مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیۃ پشاور) میں نقل فرمایا ہے۔

(4)۔﴿سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو جبرائیل علیہ السلام کا داد دینا﴾

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کشتی لڑ رہے تھے

اور نبی کریم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے کہ: حسن! جلدی کرو، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ صرف حسن (رضی اللہ عنہ) کو ہی ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ یعنی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یارسول اللہ (ﷺ)! آپ صرف امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو ہی کیوں داد دے رہے ہیں اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایسا کیوں نہیں فرماتے اور انہیں داد کیوں نہیں دیتے؟ تو سرکار کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**ان جبریل یقول :ھی حسین** "ترجمہ:۔(کیونکہ جبرائیل امین حسین (رضی اللہ عنہ) کو جلدی کرنے کا کہہ کر (داد دے رہے ہیں)۔

حوالہ:۔(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ لابن حجر عسقلانی رقم 1726 الحسین بن علی رضی اللہ عنہما جلد 1 صفحہ نمبر 379 مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ پشاور)

ایک روایت جو کہ سیدنا محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس میں یوں ذکر ہے کہ: جب حضور ﷺ نے سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو جلدی کرنے کا ارشاد فرمایا تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! آپ حسن (رضی اللہ عنہ) کی مدد فرما رہے ہیں لگتا ہے وہ آپ کو زیادہ پیارے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**ان جبریل یعین الحسین و انا احب ان اعین الحسن** "ترجمہ:۔((نہیں) جبرائیل امین (علیہ السلام) حسین (رضی اللہ عنہ) کی مدد کر رہے تھے اس لئے میں نے چاہا کہ میں حسن کی مدد کروں)۔

حوالہ:۔(الخصائص الکبریٰ للسیوطی باب ما شرف بہ اولادہ وازواجہ وال بیتہ۔۔الخ جلد 2 صفحہ نمبر 465 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

(5)۔﴿حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں﴾

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "**حسین منی و انا من حسین، احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط** "ترجمہ:۔(حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالیٰ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے جو حسین (رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھے حسین (رضی اللہ عنہ) میرے نواسوں سے ایک نواسہ ہے)۔

حوالہ:۔(جامع ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی محمد الحسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما والحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما رقم الحدیث 3775 صفحہ 1113 مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ باب فضل الحسن والحسین ابنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم رقم الحدیث 144 صفحہ نمبر 27 مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما رقم الحدیث 1363 صفحہ نمبر 303 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

(6)۔﴿حبِ امام حسین رضی اللہ عنہ حبِ مصطفیٰ ﷺ ہے﴾

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا: "**من احب الحسن والحسین فقد احبنی** "ترجمہ:۔(جس نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی)۔

حوالہ:۔(سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ باب فضل الحسن والحسین ابنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم رقم الحدیث 143 صفحہ نمبر 27 مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض)

(7)۔﴿بغض امام حسین رضی اللہ عنہ بغضِ مصطفیٰ ﷺ ہے﴾

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**من ابغضھما فقد ابغضنی** "ترجمہ:۔(جس نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا)۔

حوالہ:۔(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما رقم الحدیث 1361 صفحہ نمبر 303 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

(8)۔﴿امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والے سے اللہ محبت فرمائے﴾

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "**من احبھما احبنی ، ومن احبنی احبہ اللہ ، ومن احبہ اللہ ادخلہ الجنۃ** "ترجمہ:۔(جس نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اللہ اس سے محبت فرماتا ہے اور جس سے اللہ محبت فرماتا ہے اللہ اسے جنت میں داخل کریگا۔

حوالہ:۔(المستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ نمبر 181 رقم الحدیث 4776 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(9)۔﴿امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے سے حضور ﷺ کا پریشان ہو جانا﴾

یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) کے رونے کی آواز سنی تو پریشان ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا بیشک اولاد آزمائش ہے میں ان کیلئے بغیر غور کیے کھڑا ہو گیا ہوں۔

حوالہ:۔(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ نمبر 379 رقم الحدیث 32186)

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا "**الم تعلمی ان بکاءہ یؤذینی** "ترجمہ:۔(کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے)۔

حوالہ:۔(مجمع الزوائد للہیثمی کتاب المناقب باب مناقب الحسین بن علی علیہما السلام جلد 9 صفحہ نمبر 236 رقم الحدیث 15188 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(10)۔﴿امام حسین رضی اللہ عنہ دنیا میں جنت کے مہمان ہیں﴾

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ "**من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی الحسین بن علی (رضی اللہ عنہما)** "

ترجمہ:۔(جس کو پسند ہو کہ وہ اہل جنت میں سے ایک آدمی کو دیکھے پس وہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کو دیکھ لے)۔

حوالہ:۔(مجمع الزوائد للہیثمی کتاب المناقب باب مناقب الحسین بن علی علیہما السلام جلد 9 صفحہ نمبر 217 رقم الحدیث 15110 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ایک دوسری روایت جس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ "عن ابن سابط قال دخل حسین بن علی علیه السلام المسجد فقال جابر بن عبد الله رضی الله عن من احب ان ینظر الی سید شباب الجنة فلینظر الی هذا سمعته من رسول الله" ترجمہ:۔(حضرت ابن سابط سے روایت ہے کہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ انہیں (امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو) دیکھ لے کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ایسا ہی سنا ہے)۔

حوالہ:۔(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما رقم 1374 صفحہ نمبر 305 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(11)۔﴿محبانِ امام حسین رضی اللہ عنہ کیلئے نبی کریم ﷺ کی دعاء﴾

حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کیلئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور ﷺ باہر تشریف لائے آپ ﷺ کے پاس کچھ لپٹا ہوا تھا مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کیا چیز ہے؟ میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو پوچھا آپ نے کیا چیز لپیٹ رکھی ہے آپ ﷺ نے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) دونوں آپ ﷺ کی رانوں پر ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں "اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما" ترجمہ:۔(اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ اور انہیں بھی جو ان سے محبت رکھے)۔

حوالہ:۔(جامع ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما والحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما رقم الحدیث 3769 صفحہ نمبر 1112 مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اھل بیت

از: ابوبلال محمد سیف علی سیالوی

حضور جانِ کائنات ﷺ کے بعد تاریخ اسلام میں جس ہستی کا نام بار بار زبان پر آتا ہے وہ سسرِ رسول کریم ﷺ ہیں۔

غیظ المنافقین۔امام العادلین۔دامادِ علی۔امیر المومنین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مقدس طیب وطاہر ذات گرامی ہے۔ آپ کا نام عمر ہے۔کنیت ابوحفص ہے۔اور لقب فاروقِ اعظم ہے۔والد کا نام خطاب اور ماں کا نام عنتمہ ہے۔اور لقب فاروقِ اعظم ہے۔آٹھویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب حضور جانِ کائنات ﷺ کے خاندانی شجرہ سے ملتا ہے۔آپ واقع فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں اسلام سے مشرف ہوئے۔آپ اس وقت اسلام لائے جب انتالیس مرد اور تیئس عورتیں اسلام لا چکی تھیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور جانِ کائنات ﷺ کی ہر نسبت کا دل وجان سے احترام واکرام کرتے تھے۔امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ ارقام فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو پلیٹیں رکھی ہوئیں تھیں جب بھی کوئی پھل یا کوئی تحفہ آتا تو حضور جانِ کائنات ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی طرف ان پلیٹوں میں ڈال کر بھیجتے تھے اور اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آخر میں بھیجتے۔تا کہ آخر میں کم رہ جائے تو نقصان اپنی بیٹی کا ہی ہو(موطا امام محمد کتاب اللقطہ باب کسب الحجام مطبوعہ کراچی)

اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

دامادِ علی

جہاں اللہ عزوجل نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیگر کمالات سے نوازا ہے وہاں آپ کو یہ فضیلت بھی بخشی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ ھل اتی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔حضرت زینب

صغریٰ جن کی کنیت حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے (جن کے والدِ محترم مولا کائنات حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) اور جن کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں) کا نکاح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور ان سے ایک صاحبزادے حضرت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پیدا ہوئے (منتھی الآمال جلد اول صفحہ ۲۴۴ چھٹی فصل حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی اولاد کے بیان میں ۔ مطبوعہ مصباح القران ٹرسٹ لاہور ۔ مجالس المومنین جلد اول صفحہ ۲۸۱ قصبہ تزویج ام کلثوم مطبوعہ بیروت ۔ الیعقوبی جلد دوم صفحہ ۸۳۲ بابِ عمر بن خطاب کا دور خلافت مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۔ وسائل الشیعہ جلد 15 کتاب النکاح رقم 27050 مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ ایران ۔ فروع کافی جلد 6 صفحہ 116 کتاب الطلاق مطبوعہ مئوسسۃ احیاء الکتب الاسلامیہ ایران ۔ مناقب آلِ ابی طالب جلد 3 صفحہ 349 فی ازواجہ واولادہ واقرباؤ خدامہ مطبوعہ انتشارات ذوی القربیٰ ایران ۔ الاستبصار جلد 3 صفحہ 353 کتاب الطلاق مطبوعہ ایران)

نکاح خواں

ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی لکھتا ہے کہ حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح بھی حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا تھا (اصولِ کافی جلد اول صفحہ 467 کتاب الحجۃ باب مولدِ علی بن الحسین مطبوعہ ایران)

حسنین کریمین

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں شہر مدائن فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی میں مالِ غنیمت جمع کیا سب سے پہلے سبطِ رسول حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا اے امیر المومنین : ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے عطا کرو۔

آپ نے ایک ہزار درہم نذر کئے ۔ ان کے جانے کے فوراً بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے ۔ ان کی خدمت میں بھی ہزار درہم پیش کئے گئے ۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو پانچ سو درہم دیئے ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ۔ یا امیر المومنین ! میں حضور جانِ کائنات ﷺ کے عہدِ مبارک میں جوان تھا اور آپ کے حضور جہاد کرتا تھا ، اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس وقت بچے تھے اور مدینہ شریف کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے ۔ آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم اور مجھے پانچ سو درہم دیے ہیں ، آپ نے فرمایا بیٹا وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کرو

جو حسنین کریمین کا ہے پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا ، ان کے باپ علی المرتضیٰ ہیں ، ماں فاطمۃ الزہراء ہے ، نانا حبیب خدا ﷺ ہے ، نانی خدیجۃ الکبریٰ ہے ، چچا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھوپھی ام ہانی ، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ ، خالہ زینب ، رقیہ ، اور حضرت ام کلثوم دخترانِ پیغمبر ﷺ ہیں ، یہ سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے (الریاض النضرہ جلد دوم صفحہ 177 مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

ان کی بات زین الدین محمد بن علی شہر آشوب رافضی لکھتا ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کے ناموں کے رجسٹر تیار کئے تو ان میں سرفہرست حضرات حسنین کریمین کے نام لکھے ، پھر انہیں اس قدر وافر مال عطا فرمایا کہ ان کے گھر بھر گئے یہ دیکھ کر حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ نے ابا جان سے کہا آپ نے مجھ پر ان کو فوقیت دے دی حالانکہ حضور پاک ﷺ کی محبت اور ہجرت دونوں میں میں ان سے آگے ہوں ، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چپ ہو جا تیرا باپ ان کے باپ سے بہتر نہیں ، اور ان کی والدہ تمہاری والدہ سے کہیں بہتر ہے (مناقب آلِ ابی طالب جلد 3 صفحہ 87 فی انہٗ خیر الخلق بعد النبی مطبوعہ انتشارات ذوی القربیٰ ایران)

کیا بات ہے رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہراء ہے کلی جس میں حسین و حسن پھول

حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن سے حلے (بہترین لباس) آئے تو انہوں نے وہ مہاجرین اور انصار کے درمیان تقسیم کر دیئے اور ان میں حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے کوئی چیز نہ بچی ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ ان دونوں شہزادگان کی شان کے لائق حلے بھیجئے ۔ گورنر نے تعمیل کرتے ہوئے حلے بھیج دیئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حلے دونوں شہزادگان کو پہنا کر فرمایا ۔ مجھے لوگوں کو حلے پہنے دیکھ کر اس وقت تک خوشی نہیں ہوئی جب تک آپ دونوں نے نہیں پہن لئے (الریاض النضرہ جلد دوم صفحہ 293 مطبوعہ النوریہ رضویہ لاہور)

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ خبر کس دشمن نے اڑائی ہو گی

نجم الحسن کراروی رافضی لکھتا ہے کہ ایک دن منزلِ مناخرت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے فخر وافتخار کی باتیں کرنے لگے ۔ یہ سن کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم تو ہمارا غلام زادے ہو اتنی بڑھ چڑھ کر کیا باتیں کر رہے ہو؟

منقبت:

شاہِ بازِ قاف قدس سدرہ نشین بل بود مکانِ سدرہ مرورا زیرِ نگیں
حاملِ بارِ امانت حامئی دنیا ودین آستان بوسِ حریمش غوث و قطب اجمعین

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) آپ کوہ قاف (قدس) کے شاہ باز ہیں سدرہ میں رہنے والے پرندے ہیں بلکہ مقام سدرہ میں رہنے والے آپ کے زیرِ نگیں اور ماتحت ہیں۔آپ بار امانت کے حامل اور دین ودنیا میں حامی ومددگار ہیں۔تمام غوث و قطب آپ کے آستانہ پر بوسہ زن ہیں۔آپ گنج بخشِ فیض عالم خدا کے نور کے مظہر ناقصوں کے لیئے پیر کامل اور کاملوں کے راہنما ہیں

نورِ پاکِ مصطفٰے پروردہ ربِ جلیل کعبہ معنیٰ دلہا را بود ہمچوں خلیل
فیض عامش جاری کردہ خلد آسازیں قبیل جوئے شہد و جوئے شیر و سلسبیل و زنجبیل

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) آپ محمد ﷺ کے نور پاک ہیں۔ربِ جلیل نے آپ کی خصوصی پرورش فرمائی ہے۔آپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح دلوں کے معنوی کعبہ کے معمار ہیں آپ نے جنت کی طرح کا فیض عام جاری کر رکھا ہے۔یعنی آپ نے شہد کی نہر دودھ کی نہر چشمہ سلسبیل اور چشمہ زنجبیل جاری کیا ہوا ہے آپ سب کو خزانہ دینے والے عالم کو فیض پہنچانے والے اور خدا تعالیٰ کے نور کے مظہر ہیں ناقصوں کے لیے پیر کامل اور کاملوں کے راہنما ہیں۔

روضہ پر نور پاکش وزمین ہمچوں بہشت بہرہ ور از فیض عامش خاص وعام وخوب وزشت
تیر رفتہ باز گرواند بدل ساز و سر شت خوش بسفتہ دراوصافش معین الدین چشت

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) آپ کا پر نور وپاک روضہ مبارک زمین میں جنت کی طرح ہے۔آپ کے فیض عام سے خاص وعام اچھے برے سب فیضیاب ہو رہے ہیں۔آپ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس لا سکتے ہیں دلوں کے مزاج درست کرنے والے ہیں۔حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی صفت بیان کرنے میں اچھے موتی پروئے ہیں۔یعنی گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

نورِ بے چون۔ تقدس درمیان ماؤ طین تن پرستان را کشودہ دیدۂ حق الیقین
خازنِ گنجینہ اسرار را باشد امیں سایہ الطاف ایزد رحمۃ اللعالمیں.

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) آب وگل کے اس جہاں میں آپ اللہ تعالیٰ کی بے مثل وپاک ذات کے نور ہیں۔آپ نے حق پرستوں کے لیے حق الیقین کی آنکھیں کھول دیں ہیں۔آپ خزانہ اسرار و رموز کے خازن اور امین ہیں۔آپ اللہ تعالیٰ اور حضور رحمۃ اللعالمین کی رحمتوں اور مہربانیوں کا سایہ ہیں

ناصیہ فرسا ہمہ روئے زمیں بر درگش پہلوے شیر فلک رامی دراندر و بہش
از دخدا آگہ کند دل را خیال آگہش شد معین الدین فرالدین بطوفش چلہ کش

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) ساری زمین کی چیزیں آپ کی درگاہِ عالی پر آ کر جھکتی ہیں آسمانی شیر کے پہلو کو آپ کی لومڑی چیر پھاڑ دیتی ہے آپ کا خیالِ خدا آگاہِ دل کو رموزِ معرفت سے آگاہ کرتا ہے حضرت خواجہ معین الدین اور حضرت خواجہ فرید الدین آپ کے روضہ اقدس کے گرد گھومے اور چلہ کشی کی۔آپ گنج بخش فیض عالم خدا تعالیٰ کے نور کے مظہر ہیں ناقصوں کے پیر کامل اور کاملوں کے راہنما ہیں۔

اے شہنشاہ دوعالم خواجہ مالک رقاب از فراقت دیدہ ما گریہ دارد چوں سحاب
تابشد خورشید عالم در زمیں زیرِ نقاب ہر زماں خواند فلک یا لیتنی کنت تراب

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) اے دونوں جہاں کے شہنشاہ گردنوں کے مالک و آقا۔ تیرے فراق میں ہماری آنکھیں بادل کی طرح برس رہی ہیں۔ جب سے آفتابِ جہاں حضرت داتا صاحب زیر زمین نقاب پوش ہوے ہیں ان کے فراق میں آسمان ہر وقت کہتا ہے کاش کہ میں مٹی ہو چکا ہوتا، آپ گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا۔الی آخر۔

اے کہ از خوبانِ عالم بردہ یکسر سبق چرخ خیر مقدمت کردہ ستارہ درطبق
سینہ بے کینہ ات از تیغ وحدت گشتہ شق آفتاب ملک معنیٰ ذاتِ آں دیدارِ حق
گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) آپ تمام جہان کے حسینوں سے سبقت لے گئے۔آسمان میں ستارے طبق میں سجا کر آپ کا خیر مقدم کیا آپ کا سینہ بے کینہ شمشیر توحید سے شق ہے، آپ ملک معنیٰ کے آفتاب ہیں آپ کا دیدار حق تعالیٰ کے انوار کا دیدار ہے۔آپ گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

شاہِ جیلاں غوث اعظم شیخ ارض و نہ سما گفت درجمع مریداں از کرامت بارہا
ہم زمانہ گر ہے بودم علی ہجویر را تازہ بیعت کردے بردست آن بیضا لقا
گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(ترجمہ) شاہ جیلاں غوث اعظم زمینوں اور نو آسمانوں کے شیخ نے از روئے کرامت اپنے مریدوں کے مجمع میں بارہا فرمایا کہ اگر میں حضرت علی ہجویر کے زمانہ میں ہوتا تو اس نورانی ملاقات والے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا کہ آپ گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مقامِ تجدید

از: علامہ محمد جلال الدین قادریؒ

زبدۃ المقربین، عمدۃ العارفین، قدوۃ الراسخین، قطب الاقطاب، فرد الافراد، مظہر تجلیاتِ ربانی، مصدر برکات نا متناہی، غوثِ صمدانی، امامِ ربانی، حضرت مجدد الف ثانی، منور لاثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ اسرار نا بسرہ النوری دسویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے، آئندہ ہزار سال کے مجدد ہیں۔آپ کے تجدیدی کارناموں اور ملّی خدمات سے نہ صرف عالمِ اسلام واقف ہے بلکہ عالمی طور پر محققین کی نظر میں آپ کی خدماتِ جلیلہ پایۂ اعتبار حاصل کر چکی ہیں۔دل کے اندھوں، حاسدین و معاندین اور ناحق متعصبین کے علاوہ ہر ذی شعور آپ کے کمالاتِ علمیہ و درجاتِ علیہ کا معترف ہے۔ عام ازیں کہ وہ مجددی نقشبندی ہو یا چشتی، قادری ہو یا سہروردی، حنفی ہو کہ شافعی، مالکی ہو کہ حنبلی، عربی ہو کہ عجمی، پاکستانی ہو یا ہندوستانی، ترکی ہو کہ ایرانی، سمرقندی ہو یا خراسانی، افغانی ہو کہ چینی، مشرقی ہو کہ مغربی، دنیا کا کون سا ذی علم فرد ہے، دنیا کا کون سا گوشہ ہے، دنیا کی کون سی زبان ہے جس میں آپ کا ذکرِ حق نہ ہو۔ یہ عالمی شہرت اور بین الاقوامی قبولیت عامہ آپ کے درجاتِ روحانیہ کا ادنیٰ سا اعتراف ہے۔ بلکہ بعض اہل اللہ سے سنا گیا کہ آپ کا چرچا ملاءِ اعلیٰ، ملائکہ مقربین میں ہے۔جنات آپ کے عقیدت مندوں اور مریدین میں شامل ہیں۔ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۝ اربابِ حقیقت واضح طور پر بتاتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کے اس عالم آب و گل میں قدم رنجہ فرمانے سے پہلے۔ بہت پہلے اولیائے متقدمین نے آپ کے ظہور قدسی کی بشارتیں دیں، آپ کے لیے دعائیں کیں، وصیتیں کیں۔حضور غوث الوریٰ محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، شہنشاہِ بغداد رضی اللہ عنہ نے اپنا خرقہ مبارکہ کے بارے میں وصیت فرمائی کہ اسے بحفاظت نسلاً بعد نسل آپ تک پہنچایا جائے۔کم و بیش چار سو برس یہ امانت بحفاظت آپ کی خاطر خاندان میں موجود رہی۔آپ کے معاصرین نے آپ کے کمالات علمیہ و عملیہ اور درجاتِ روحانیہ کا اعتراف کھلے الفاظ میں کیا حالانکہ معاصرت اکثر منافرت کا باعث ہوا کرتی ہے مجدد الف ثانی کا منفرد لقب، جو جہان میں اور کسی کے لیے استعمال نہ ہوا، آپ کے معاصرین ہی کا تجویز کردہ ہے۔ بلکہ اس سے آگے بڑھیے آپ کے شیخ کامل حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنہوں نے آپ کی روحانی تربیت درجۂ کمال تک پہنچائی اور حضور مجدد پاک انہیں سے غایت درجہ عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے، وہ بھی آپ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں جن کے سایہ میں ہم جیسے ہزاروں تارے چھپے ہوئے ہیں (اخبار الاخیار ص 629) یہی

شیخ کامل اپنے مریدِ صادق کے بارے میں پیش گوئی فرما چکے ہیں جو حرف بہ حرف پوری ہوئی: وہ عنقریب ایسا روشن آفتاب ہو کر چمکیں گے کہ جس سے ساری دنیا جگمگا جائے گی۔ (اخبار الاخیار ص629) متقدمین اولیاء اور معاصرین علماء کرام کے کلماتِ تحسین اور اعترافِ کمالات پر مزید اطلاع کے لیے سیرت امام ربانی پر مطلوات کتب ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی مبارک زندگی کے بے شمار پہلو ایسے ہیں جو محققین کی توجہ کے لائق ہیں، کسی ایک مقالہ میں بیان کرنا انتہائی دشوار ہے۔ بہر حال آپ کی سیرت پاک کا ہر پہلو ہمارے مطالعہ میں رہنا چاہیے بلکہ مقدور بھر ان پر عمل کرنا سعادت دنیوی واخروی ہے۔ مولا کریم ہمیں اس کی توفیق دے۔ مگر آج کی نشست میں آپ کی شان تجدد کی ایک جھلک دکھانا مقصود ہے۔ اگر چہ سیرت طیبہ کا یہ پہلو انتہائی اہم اور بسیط ہے مگر اپنی بے بضاعتی اور درماندگی کے پیش نظر چند بے ربط حرف ہی عرض کر سکوں گا **و ما توفیقی الا باللہ**

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی تجدیدی خدمات کو سمجھنے کے لیے پہلے ان حالات اور ماحول کا جاننا ضروری ہے جو آپ کی تجدیدی مساعی سے انقلاب پذیر ہوئے۔ مغلیہ خاندان کا فرمانروا اکبر آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے تخت نشین ہو چکا تھا۔ اکبر نا خواندہ تھا اس لیے اس کے مزاج اور عقائد میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ اوائلِ عمر میں یہ عقائد میں راسخ اور اعمال میں راہِ راست پر تھا۔ نماز کا پابند اور اولیائے کاملین کا معتقد تھا۔ ان کے آستانوں پر پاپیادہ حاضری اس کا معمول تھا۔ رفتہ رفتہ خوشامدی اور زر پرست علماء اور خام کار نام نہاد صوفیہ کی صحبت سے دینِ حق سے برگشتہ ہوتا گیا۔ اسلامی اقدار اور عقائد سے اس کی نفرت بڑھتی گئی۔ دربار اور حرم سرا میں ہندوانہ اثر ونفوذ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ دین سے بے تعلقی کے بعد دوسری منزل یہ آئی کہ دین اور شعارِ اسلام سے اعلانیہ نفرت کا اظہار کرنے لگا۔ نوبت بایں جا رسید کہ اکبر دین اسلام کو چھوڑ بیٹھا اور ایک نئے دین، "دین الٰہی" کا موجد بن بیٹھا۔ یہ دین، جسے دین کہنا بھی درست نہیں، کفر شرک اور رسومات خبیثہ کا معجونِ مرکب تھا۔ اس دین الٰہی میں توحید و رسالت کا انکار تھا۔ فرائض، واجبات اور سنن کو ترک کر دیا گیا۔ ہندوانہ رسومات، زرتشت، جین مت، بدھ مت وغیرہ اور شیعی نظریات بابت امام و مجتہد سب ہی شامل کر دیے۔ صبح شام، دوپہر اور آدھی رات چار وقت آفتاب کی عبادت کرنا لازم کر دیا۔ بے ہودہ حرکتوں کا نام عبادت رکھ دیا۔ ہندوانہ رسوم کے مطابق قشقہ بھی لگایا جانے لگا۔ آگ، پانی، درخت، پتھر اور تمام مظاہر قدرت، یہاں تک کہ گائے کے گوبر کی پرستش کی جانے لگی۔ زنار باندھا جانے لگا، ان تمام ملحدانہ بدعات و کافرانہ معتقدات کی انتہا یہ تھی کہ اکبر نے حکم دیا کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ لوگ اکبر خلیفۃ اللہ کہا کریں۔ اکبری دور کا بے لاگ مورخ ملا عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے:

اسلام کی ضد میں سور اور کتے کو ناپاک نہیں سمجھا جاتا تھا۔ حرم اور محل میں ان کو رکھا جاتا تھا اور روزانہ صبح کی زیارت عبادت

شمار کی جاتی تھی۔ (منتخب التواریخ از ملا عبدالقادر)

ذبحِ گائے پر پابندی لگا دی گئی بلکہ گائے ذبح کرنے والے کے ہاتھ سزا کے طور پر کاٹ دیے جاتے۔ جوا، شراب حلال قرار دیا گیا۔ شراب خانہ سر دربار لگایا گیا۔ شراب نوشی یہاں تک بڑھی کہ اکبر کے درباری علماء فیضی، شیخ الاسلام مفتی صدر جہاں اور میر عدل میر عبدالحیٔ وغیرہ خم پہ خم چڑھانے لگے۔ اکبر کے حکم سے مفتی صدر جہاں نے داڑھی صاف کرا دی۔ اکبر کے لیے دربار میں سجدۂ تعظیمی فرض کیا گیا۔ صوفیائے خام اور علمائے سوء نے اس سجدہ کا نام زمین بوسی تجویز کیا۔ مذکورہ بالا امور اور حالات مغلیہ بادشاہ اکبر کے پیدا کردہ ہیں۔ برصغیر کے طول وعرض کا واحد مالک، مطلق العنان حکمران اپنی مرضی کا بندہ تھا۔ جو جی میں آتا کر گزرتا۔ لاؤ لشکر، خزانہ، خوشامدی وزراء اور مشیر اور اس پر دنیا پرست علماء اور مفتیانِ بے دین و دانش کے من گھڑت فتوے سب بادشاہ کے چشم ابرو پر رقص کرتے۔ حاکم اسلام جس کا فریضہ شریعت کی پاسداری ہے خود شریعت کو منہدم کرنے میں بے باک ہے۔ اسے روکنے والے علماء وزیر اور مشیر خود گمراہی کے راستہ پر چل رہے ہیں۔

حضور اکرم، نور مجسم ﷺ نے کیسی حکیمانہ بات ارشاد فرمائی: **الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء**، (دارمی شریف بحوالہ مشکوٰۃ)

خبردار سن لو! بروں میں سب سے برے برے علماء ہیں اور بہترین لوگوں میں سے بہتر بہترین علماء ہیں۔ ایک اور حدیث اسی ضمن میں سن لیجئے۔ **عن زیاد بن حدیر قال قال عمر هل تعرف ما یهدم الاسلام قال قلت لا، قال یهدمه زلة العالم و جدال المنافق بالکتاب و حکم الائمة المضلین** (دارمی شریف بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت زیاد بن حدیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اسلام کو کون سی شے منہدم کر دیتی ہے۔ راوی نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ عالم کی لغزش، منافق کا کتاب اللہ سے جدال اور گمراہ فرمانرواؤں کے احکام اسلام کو برباد کر دیتے ہیں۔

اربابِ علم وفضل نے بڑے حکیمانہ انداز میں فیصلہ کیا ہے اور ان کا یہ تجزیہ نہایت ہی درست ہے کہ سلاطینِ اسلام ملتِ اسلامیہ کی قوتِ دفاعیہ ہوتے ہیں۔ ان کے حسنِ تدبیر اور سرپرستی میں یہی علمائے کرام اور مشائخ عظام اطمینان اور دل جمعی کے ساتھ تبلیغ احکامِ شرعیہ کا فریضۂ مذہبی انجام دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں عامۃ الناس اپنے اپنے طور پر امن وسکون سے دینی و دنیوی فرائض کی ادائیگی میں مصروف کار رہتے ہیں۔ حکمران اپنی سلطنت کی فلاح و بہبود کے لیے اور کچھ کریں یا نہ کریں کم از کم ان کا خادم اسلام ہونا لازمی ہے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ آج اسلامی فرمانروا جو میسر ہیں اور تو سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر خدمت اسلام کے فریضہ سے غافل ہوتے ہیں۔ زبانی کلامی دعووں سے عامۃ الناس کو مطمئن کرنے میں طاق ہوتے ہیں لیکن محض زبانی جمع خرچ بجائے نفع کے الٹا نقصان دہ ہوتا

ہے۔لوگ غیر شعوری طور پر اسلام سے دور اور پھر اس سے نفور ہو جاتے ہیں۔اسلام کی یہ قوت دفاعیہ شجر اسلام کی حفاظت و پاسداری سے عاری ہو جاتی ہے۔اسلام کی ترویج و ترقی کو اپنے فرائض سے خارج کر دیتی ہے۔بلکہ اکثر و بیشتر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اسلام کی یہ قوت دفاعیہ ہی اسلام اور اسلامی شعائر کو منہدم کرنے کے درپے ہو جاتی ہے۔یہی حال حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کے کلمات میں پڑھ لیا جائے۔

ملک میں بادشاہ روح اور پبلک بمنزلہ جسم کے ہے۔روح درست تو جسم درست اور روح خراب تو جسم خراب ہو جائے گا۔ بادشاہ کی اصلاح کی کوشش کرنا پبلک کے تمام افراد کی اصلاح کرنا ہے۔(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب نمبر 67)

خواجہ میر نعمان بدخشی علیہ الرحمۃ کو آپ نے اسی حقیقت کو واضح انداز میں لکھا ہے:

افسوس ہزار افسوس! بادشاہ وقت (اکبر) مسلمان ہے لیکن ہم غریب (اسلامیان ہند) اس کمزوری اور خرابی میں پڑے ہوئے ہیں۔سلاطین کے جاہ و جلال سے اسلام کے چہرے پر رونق آ جاتی تھی۔علمائے کرام اور صوفیائے عظام کا اعزاز و اکرام ہوتا تھا اور وہ ان حضرات کی مدد سے شرعی احکام نافذ کیا کرتے تھے۔(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب نمبر 92)

اکبر اسلام کی قوت دفاعیہ کا سرپرست نہ رہا۔مشرکین ہند کے ہاتھوں اسلامی اقتدار، شرعی وقار اور ایمانی افتخار کو اپنے ہاتھوں مٹانے پر تل گیا۔درد ملت رکھنے والے حضرات کے کلیجے چھلنی ہونے لگے ان کا اطمینان لٹ گیا۔دولت اسلام کو یوں لٹتے، برباد ہوتے، دشمنوں کے پاؤں تلے پامال ہوتے کس اضطراب میں دیکھ رہے تھے۔ان کے پاس سوائے تڑپنے کے اور آہ و بکاہ کے اور کون سا راستہ باقی تھا۔اب ذرا تھوڑی دیر کے لیے اسلامی بقا کے دوسرے رکن علماء کے کردار کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

علماء کی قوتِ علمیہ حکمران اسلام کی قوتِ دفاعیہ کی مددگار اور معاون ہوتی ہے۔مگر دور اکبری میں دین کی قوت علمیہ نے دین کی نگہبانی کے بجائے پیٹ کی پاسداری کو اپنا نظریہ بنا لیا تھا۔ساتھ ہی اسلامی احکام کی ترویج و ترقی اور اس کے نکھار و وقار کی تیسری قوت قوتِ روحانیہ (مشائخ کرام) کے امین و وارث ایسے لوگ بن گئے جن پر روحانیت کا سایہ بھی نہ پڑا تھا۔ایسے خونچکاں حالت میں قوتِ علمیہ (علماء) اور قوت روحانیہ (مشائخ) کے تعاون سے قوتِ دفاعیہ (حکمران اکبر) نے اسلامی شعائر کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنا شروع کر دیا۔اسلام کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے اسلام کا جنازہ نکال دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ایسے حالات میں ملا مبارک اور اس کے دو بیٹے ابوالفضل اور فیضی اور دوسرے دنیا پرست اور خوشامدی علماء نے اکبر کو نہ صرف اسلامی احکام پامال کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی تھی بلکہ اس کے جرم میں خود شریک تھے۔غلط فتووں سے اس کے اعمال بد کی تاویل رکیک کرتے۔یہ علماء خود گمراہ تھے اور بادشاہ وقت کی گمراہی میں اس کے معاون تھے۔

اربابِ حقیقت بیان کرتے ہیں کہ جب علماء آخرت کو دنیا پر، جنت کو دنیوی آسائشوں پر ترجیح نہ دیں۔طلب جاہ، حصول زر کی حرص میں زر پرست بن جائیں۔دنیاداروں کی نقل کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔ضد، بحث و تمحیص کو اپنا علمی وقار سمجھ لیں۔علمی قابلیت سے عاری رہ کر غرض نفسانی اور جھوٹی انا قائم رکھنے کے لیے مدمقابل کے موقف کو خواہی نخواہی غلط قرار دے کر اس کا علمی وقار مجروح کر دیں۔عالمانہ وقار، شریفانہ انداز کی پاسداری نہ کریں۔زہد و تقویٰ، فکر آخرت سے غافل بن جائیں۔حق و باطل کا امتیاز اٹھا دیں۔اسوۂ رسول کریم ﷺ کو پسِ پشت ڈال دیں۔عبادات کی رغبت سے خالی ہو جائیں۔اخلاص اور حسنِ نیت کو بھول جائیں۔بد مذہبوں اور دشمنان اسلام کو ہمدرد و بہی خواہ بنا کر بے تکلفانہ ان سے موانست و مجالست پر فخر محسوس کریں۔ان نام نہاد علماء صوفیاء کے ہوتے ہوئے اسلام دشمن قوتوں کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔قوتِ علمیہ اور قوت روحانیہ کے یہ نام نہاد منصب دار ہی فساد ملک و ملت کا باعث بن جاتے ہیں۔ایسے ہی حالات میں قوتِ نافذہ اور قوتِ دفاعیہ اپنے فرض سے غافل ہو جاتی ہے اور یہ حقیقت کھل کر ثابت ہو جاتی ہے کہ دین، ملک، قوم و ملت کے فساد کا باعث یہی حضرات ہوتے ہیں۔دور اکبری میں اسلامیان ہند ان دردناک حالات سے دوچار تھے جن کا تذکرہ گزشتہ سطور میں آپ معلوم کر چکے ہیں۔یہ حالات و واقعات اور ماحول تو اسلام کی ادنیٰ سی نشانی کو بھی ملیامیٹ کر دینے سے کم پر ہرگز راضی نہ تھے۔مگر فیصلہ رب قدیر جلّ علاسن لیجئے۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔(سورہ صف:۸)

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منھوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔سنت الٰہیہ یہی ہے کہ ان تاریک حالات میں جب اسلام کی بقا کے ظاہری اسباب معدوم ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے ایسے حضرات کو منتخب کر کے اسلام کی بقا کو ان سے مربوط فرما دیتا ہے۔یہی حضرات انتہائی بے سروسانی میں جابر و مطلق العنان بادشاہوں کا اپنے حکیمانہ انداز اور روحانی قوت سے مقابلہ کر کے انہیں رام کر لیتے ہیں۔فساد زدہ معاشرے کی اصلاح ان کی نظر رحمت سے ممکن ہو جاتی ہے۔اسلام کے بدخواہ بھی بہی خواہ بن جاتے ہیں۔گمراہی کی وادی میں بھٹکنے والے چراغ ہدایت ہاتھ میں لیکر رہبر بن جاتے ہیں۔رہزن دین و ملت کے پاسبان بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن افراد کو منصب تجدید دین پر فائز فرماتا ہے وہ اپنی علمی، عملی اور روحانی قوت سے یہ انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ذرا رُک کے اور بیان کیے گئے واقعات، حالات اور ماحول کو ذہن میں تازہ کیجیے، مطلق العنان مغل فرمانروا اکبر اپنے بے پناہ لاؤ لشکر، نہ ختم ہونے والے خزانے، برّاعظم پاک و ہند کی بلا شرکت غیر حکمرانی، اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف قانون، اس کے خلاف کہیں اپیل، نہ دلیل، نہ وکیل کارآمد، خوشامد مشیر اور وزیر، اس کے ہر حکم بلکہ ہر خواہش کو چشم ابرو کے مطابق قرآن و حدیث اور اصول اسلامیہ سے ناروا تائیدی فتاوٰی جاری کرنے والے دنیا پرست علماء کم سواد اور تہی دامن نام نہاد صوفیہ کی فوج ظفر موج۔یہ تھے وہ

حالات جن کی اصلاح کا فریضہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی نے سنبھالا۔اس مرد درویش کے پاس نہ خزانہ ہے نہ فوج، نہ کوئی جاگیر نہ باقاعدہ سپاہ۔آپ کے پاس دولت ایمان کی فراوانی تھی،غیر متزلزل ایقانی سرمایہ تھا۔محبت و اخلاص کا بے پناہ سرمایہ تھا۔علم وعمل کا توافق تھا۔تائید خداوندی تھی۔اتباع مصطفی ﷺ کا انمول جوہر تھا۔مشائخ طریقت سے کامل وابستگی کا جذبہ بے انتہا تھا۔علم وحکمت کے گوہر آبدار تھے یہ تھا وہ سازو سامان جس کی بدولت آپ کے آوازۂ حق پر انہیں سپر انداز ہونا پڑا۔علماء سوء اپنے انجام کو پہنچے۔جن کے نصیب میں ہدایت پر آئے تصوف کے امین بنے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کا انداز تبلیغ نہایت حکیمانہ۔عارفانہ اور مدبرانہ تھا۔ماہر نباض، کامل طبیب اور ہوش مند جراح کی طرح آپ نے حالات اور ماحول کی اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔یہ کام اگرچہ آسان نہ تھا۔یہ پھولوں کی سیج نہ تھی ۔صعوبیت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا قید وبندی کی سنت یوسفی بھی ادا کرنا پڑی۔مگر آپ کی ہمت مردانہ اور فراست مومنانہ نے یہ سب کچھ کر کے دکھایا۔اکبر کے بعد جہانگیر اصلاح پسند ہوا۔اس کی اولاد شاہجہان نیک وصالح مسلمان حکمران بنا۔اورنگزیب عالمگیر کی تو زندگی شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھلی۔برصغیر دوبارہ اسلامی سلطنت کے روپ میں ابھرا۔باطل قوتیں اپنی موت آپ مر گئیں۔"الحمد للہ علی کرمہ" یہ سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں کی برکت سے ممکن ہوا۔میرا روئے سخن اب مخصوص طبقات کی جانب ہے۔امید ہے۔آپ معاف فرمائیں گے اور میرے مخاطبین میری معروضات کی جانب کرم گسترانہ توجہ فرمائیں گے۔مجھے یقین کامل اور وثوق تام ہے کہ یہ گزارشات آپ کی دینی، دنیوی اور اخروی سرخروئی کی ضامن ہیں۔ میرے مخاطبین اب اصحاب اقتدار، ارباب جبہ ودستار اور اصحاب تسبیح وسجادہ ہیں۔ظاہر ہے آپ حضرات کی عظمتیں،رفعتیں اس فقیر بے نوا کی رسائی سے بہت بلند ہیں۔لیکن آپ حضرات اگر کرم فرمائیں تو آپ کی شان میں کمی نہیں آئے گی۔

اے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کی تمنا رکھنے والو! اے اپنے علم وفضل کے دبدبہ پر حکمرانوں کا قرب تلاش کرنے والو! اور اے روحانیت،للّٰہیت اور کرامات کی آڑ میں اپنی تجوریوں کو بھرنے والو! ذرا سادہ پوش مصلّی نشین مجدد الف ثانی قدس سرہ کی عظمتوں کو تو دیکھو،ان کا پیغام تو سنو،انکی سیرت تو پڑھو،ان کے کردار کی جھلکیاں تو دیکھو،آج اکبر کی قبر پر کون جاتا ہے،جہانگیر کا مقبرہ آپ کے لاہور میں ہے وہاں کس کردار اور مزاج کے لوگ جاتے ہیں۔ملا مبارک،ابوالفضل،فیضی ،صدر جہاں،شیخ عبدالغنی جیسے اصحاب اقتدار کے دونوں اطراف میں بے رحمانہ لوٹ کھسوٹ اور حوصلہ شکنیوں کے باوجود شمع مجددی کے پروانوں کا رکاوٹوں کو عبور کر کے دربار مجددی میں حاضر ہونا،پورے ادب واحترام سے وہاں چند ایام کا قیام کرنا،مزید تشنگی لے کر واپس آنا آخر کس سبب سے ہے۔اس کا جواب نہاں خانہ دل میں تلاش کیجیے۔

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور اہل بیت کرام

از قلم: محمد افضال حسین نقشبندی مجددی

قرآن مجید فرقان حمید برہان رشید میں اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:قل لآ اسئلکم علیہ اجرا اِلّا المودّۃ فی القربیٰ۔ (پارہ:۲۵ سورۃ شوریٰ،آیت:۲۳) ترجمہ:۔"تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت"(کنز الایمان)

☆حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت:[قل لآ اسئلکم علیہ اجرا اِلّا المودّۃ فی القربیٰ] نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:یارسول اللہ،من قرابتك هولاء الّذين وجبت علينا مودتهم ؟ عليٌّ و فاطمة وابنا هم (الطبرانی:المعجم الکبیر رقم الحدیث:۱۲۰۹۳ جلد۲ ص۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔(الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،کتاب المناقب،باب فی فضل اھل البیت رقم الحدیث:۱۴۹۸۲ جلد ۹ ص ۱۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔لبنان) ترجمہ:"یارسول اللہ ﷺ ! آپ کی قرابت کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا:علی(رضی اللہ عنہ)،فاطمہ(رضی اللہ عنہما) اور ان کے دو بیٹے(حسن وحسین رضی اللہ عنہما)"

☆حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
أحبّوا الله لما يغذوكم من نعمه، وأحبّوني بحب الله، وأحبّوا أهل بيتي بحبي (الترمذی:الجامع الصحیح،ابواب المناقب،باب:فی مناقب اھل بیت النبی ﷺ رقم الحدیث:۳۷۸۹ ص۱۱۱۶ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔الحاکم:المستدرک علی الصحیحین،کتاب معرفۃ الصحابۃ،من مناقب اھل بیت رسول ﷺ،رقم الحدیث:۴۷۷۴ جلد۳ ص۳۶۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی) ترجمہ:"اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمھیں عطا فرمائیں،اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کے سبب اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو"

☆حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ۔قال رسول اللہ ﷺ: لا يؤمن عبد حتّى أكون أحبّ اليه من نفسه و أهلي أحب اليه من أهله و عترتي أحبّ اليه من عترته و ذاتي أحبّ اليه من ذاته۔ (الہیثمی:مجمع الزوائد ومنبع الفوائد رقم الحدیث:۲۹۶ جلد۱ ص۱۱۴ کتاب الایمان باب فی من حبھم ایمان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ،بیروت،لبنان) الطبرانی:المعجم الاوسط،رقم الحدیث:۵۷۹۰ جلد۴ ص۲۲۳،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔الدیلمی:مسند الفردوس،باب الالف،رقم الحدیث:۷۷۹۶ جلد۵ ص۱۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت،لبنان(البیہقی:شعیب الایمان،باب فی حب

النبی، فصل فی براءتہ رقم الحدیث:۱۵۰۵ جلد۲ ص۱۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:" نبی مکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اھل بیت اسے اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے"

☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حبّ آل محمد یوماً، خیر من عبادۃ سنۃ ومن مات علیہ دخل الجنۃ (الدیلمی: مسند الفردوس، باب الحاء، رقم الحدیث:۲۷۲۱ جلد۲ ص۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب) ترجمہ:" اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اسی محبت پر فوت ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا" امام اہلسنت، مجدد دین وملت، عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، کثیر البرکت، جلیل العظمت، کشتہ عشق رسالت، اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ عشق مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور فنافی الرسول کی اس سرحد کو عبور فرما چکے تھے جہاں محبت کے احساسات وتصورات کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالنا ممکن نہن، ہاں اتنا ضرور کہوں گا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کان عشق ومحبت رسالت کے وہ درّ مکنون ہیں، جس کی ضیاء پاشیوں سے دنیا کے بیشتر گوشوں میں حضور سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ سے محبت اور شیفتگی کا لوگوں نے سلیقہ پایا۔ کسی نے کیا خوب کہا؛

جس نے ہر دل میں لگائی، عشق احمد کی لگن

وہ امام عاشقاں احمد رضا خاں قادری

جس نے صرف آپ کے کلام "حدائق بخشش" کا ہی مطالعہ کر لیا وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر ہر شعر میں حضور فخر کائنات ﷺ سے والہانہ عشق وعقیدت کے دریا موجزن ہیں۔ اور کیفیات وجذبات کا یک جہاں آیا ہے، اس سے بڑھ کر اگر عمل وکردار کی روشنی میں بھی دیکھا جائے تو آپ کا مقام ودرجہ اس سے بھی کہیں بلند سمجھ میں آتا ہے۔

اہل محبت وعشق کے نزدیک ہر وہ چیز قابل تعظیم ہوتی ہے جسے محبوب کے ساتھ معمولی سی نسبت بھی حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ سرکار کریم ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر شخصیت وہستی خواہ وہ سرکار کریم ﷺ کے والدین کریمین طیبین طاہرین ہوں، یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہوں یا آپ ﷺ کی اہل بیت اطہار ہوں سب سے حد درجہ عقیدت ومحبت رکھتے اور بے پناہ احترام فرماتے، اس مضمون میں آپکی اہل بیت سے عقیدت ومحبت اور ع حد درجہ پیار آپکی زبان وقلم کا ذکر اہل بیت سے تر رہنا بیان کیا جائے۔ ان شاء اللہ

مقام اہلبیت

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ اہل بیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں" سرخی کے تحت لکھتے ہیں۔" ابوالقاسم بن بشیران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول ﷺ فرماتے ہیں: سالت ربی ان لا ید خل احدا من اھل بیتی النا فاعطانیھا میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطائی فرمائی۔ مزید" اہل بیت عذاب سے بری ہیں" سرخی کے تحت یوں لکھتے ہیں۔

" طبرانی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرما۔ انّ اللہ تعالیٰ غیر معذبك ولا ولدك۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ انما سمّیت فاطمہ لان اللہ فطمھا وذرّیتھا عن النار یوم القیمۃ۔ فاطمہ اس لیے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرما دیا۔ (جز اللہ عدوہ باباتہ ختم النبوۃ ص۹۷ ص۹۸ مطبوعہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں عام صالحین کی صلاح ان کی نسل واولاد کو دین ودنیا وآخرت میں نفع دیتی تو اھل بیت کرام کے نسب کا کیا عالم ہوگا؟ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔" جب عام صالحین کی جلاح ان کی نسل واولاد کو دین ودنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیقین وفاروق وعثمان وعلی وجعفر وعباس وانصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح کا کیا کہنا، جن کی اودا میں شیخ، صدیقی وفاروقی وعثمانی وعلوی وجعفری وعباسی وانصاری ہیں، یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دین ودنیا و آخرت میں نفع پائیں گے۔ پھر اللہ اکبر حضرات علیہ سادات کرام، اولاد امجاد حضرت خاتون جنت بتول زہرا کہ حضور پرنور سید الصالحین، سید العالمین، سید المرسلین ﷺ کے بیٹے ہیں کہ ان کی شان تو ارفع واعلیٰ و بلند و بالا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اے نبی کے گھر والو، اور تمھیں ستھرا کر دے خوب پاک فرما کر۔ حدیث کہ فرماتے ہیں ﷺ ان فاطمۃ احصنت فحرمھا اللہ و ذریتھا علی النار۔ بے شک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی تمام نسل کو آگ پر حرام فرما دیا" (نقا الفضایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد۲۳ ص۲۴۳ ص۲۴۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور) ایک جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ یوں رقمطراز ہیں:" قرطبی آیہ کریمہ و لسوف یعطیك ربّك فترض کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل کی انھوں نے فرمایا: رضا محمد ﷺ ان لا یدخل احد من اھل بیتہ النار۔ یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس ﷺ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔ نار دو قسم کی ہے نار تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو اور نار خلود کافر کے لیے ہے اہل

بیت کرام میں حضرت امیر المومنین مرتضیٰ وحضرت بتول زہرا وحضرت سید مجتبیٰ وحضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالیٰ علی سیدھم و علیم وبارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم یا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہٖ تعالیٰ مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق ناظر جب تو مراد بہت ظاہر اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود'' (جزاللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ ص ۹۸ص ۹۹ مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور) مقام اہل بیت کو مزید بیان کرنے کے لیے ایک اور جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمان مصطفیٰ ﷺ یوں نقل فرماتے ہیں۔" اول من اشفع له یوم القیمة من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من امن بی و تبعنی من ایمن ثم من سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع له اولا افضل۔ روز قیامت میں سب سے پہلے اہل بیت کی شفاعت فرماؤں گا، پھر درجہ بدرجہ زیادہ نزدیک ہیں قریش تک، پھر انصار، پھر اہل یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی، پھر باقی عرب، پھر اہل عجم، اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے'' (العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویة جلد 23 صفحه 232 مطبوعه رضا فاؤنڈیشن اندرون لوهاری دروازه لاهور) سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور نے ﷺ نے فرمایا:

" کل سبب و نسب منقطع یوم القیمة الا سببی و نسبی" ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ'' تھوڑا آگے جا کر لکھتے ہیں:

''ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: مابال اقوام یزعمون ان قرابتی لاتنفع کل سبب و نسب منقطع یوم القیمة الا نسبی و سببی فانها موصولة فی الدّنیا و الاخرة۔ رواه البزار۔ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی۔ ہر علاقہ ورشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ اور علاقہ کہ دنیا وآخرت میں جڑا ہوا ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث صحیح میں یوں ہے حضور اقدس ﷺ نے بر سر منبر فرمایا: مابال رجال یقولون ان رحم رسول اللہ ﷺ لا تنفع قومه یام القیمة بلیٰ والله ان رحمی موصولة فی الدنیا و الاخرة۔ کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی، خدا کی قسم میری قرابت دنیا وآخرت میں پیوستہ ہے۔ (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۳ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور) احادیث کریمہ سے ہی مقام اہل بیت کی تابانیاں یوں نقل کرتے ہیں۔

''فرماتے ہیں ﷺ: وعدنی ربی فی اهل بیتی من اقرمنهم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبهم۔

میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت سے جو شخص اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لائے گا اسے عذاب نہ فرمائے گا۔ فرماتے ہیں ﷺ یا علی ان اول اربعة یدخلون الجنة انا وانت والحسن والحسین و ذراینا خلف ظهورنا۔ اے علی! سب میں پہلے وہ چار کہ جنت میں داخل ہوں گے، میں ہوں اور تم، حسن اور حسین اور ہماری ذریتیں ہمارے پس پشت ہوں گی، ۔ فرماتے ہیں ﷺ۔ اول من یرد، علی الحوض اهل بیتی و من احبنی من امتی۔ سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے۔ حضور اقدس ﷺ نے دعا کی: اللهم انهم عترة رسولك فهب مسیئهم لمحسنهم و هبهم لی۔ الٰہی! وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکار ان کے نکوکاروں کو دے ڈال، اور ان سب کو مجھے ہبہ فرما دے۔ پھر فرمایا: ففعل مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ امیر المومنین نے عرض کی: مافعل؟ کیا کیا؟ فرمایا: فعله ربکم بکم و یفعله بمن بعد کم رواه الحافظ المحب الطبرانی عن امیر المومنین علی کرم الله تعالیٰ وجهه۔ یہ تمہارے ساتھ تمہارے رب نے کیا، جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ اس کو روایت کیا حافظ محب طبرانی نے امیر المومنین مولا علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۳ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی ایک نہایت گمراہانہ عبارت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بالیاں ایک بار ظاہر ہو گئیں اس پر ان سے کہا گیا: ان محمد الایغنی عنك من الله شیاء۔ محمد ﷺ تمہیں نہ بچائیں گے۔ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور حضور اقدس ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مابال اقوام یزعمون ان شفاعتی الاتنال اهل بیتی وان شفاعتی تنال حاء حکم، رواه الطبرانی فی الکبیر عن امّ هانی رضی الله تعالیٰ عنهما۔ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو زعم کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی۔ بے شک میری شفاعت ضرور قبیلہ حاء وحکم کو بھی شامل ہے۔ اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے کبیر میں ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے''

(العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۳ ص ۲۳۳ ص ۲۴۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل حدیث کی توضیح میں لکھتے ہیں اختصار کی بنا پر حدیث کے ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ''لوگ روز قیامت پرے باندھے ہوں گے، ایک دوزخی ایک جنتی پر گزرے گا اس سے کہے گا کیا آپ کو یاد نہیں آپ نے ایک دن مجھ سے پانی پینے کو مانگا میں نے پلایا تھا، اتنی سی بات پر وہ جنتی اس دوزخی کی شفاعت کرے گا۔ ایک دوسرے پر گزرے گا کہے گا آپ کو یاد نہیں کہ ایک دن میں نے آپ کو وضو کو پانی دیا تھا، اتنے ہی پر وہ اس کا شفیع

ہو جائے گا۔ ایک کہے گا آپ کو یاد نہیں کہ فلاں دن آپ نے مجھے فلاں کام کو بھیجا میں چلا گیا تھا اسی قدر پر یہ اسکی شفاعت کرے گا" جب مقبولانِ خدا سے اتنا سا علاقہ کہ کبھی ان کو پانی پلادیا، یا وضو کو پانی دیا، عمر میں اس سے کوئی کام کردیا، آخرت میں ایسا نفع دے گا تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہیے" (العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۳ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

محبت اہل بیت پر بشارات:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا "حضور سرور کائنات ﷺ نے دربارۂ محبت واطاعت آل کے لیے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں:

"محبت آلِ اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے: **قل لااسئلکم علیه اجرا الاالمودّة فی القربیٰ** (ان سے) فرمادیجئے (لوگو!) اس دعوتِ حق پر میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر رشتہ کی الفت ومحبت ان کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مگر محبت صادقہ، نہ روافض کی سی محبت کاذبہ، جنھیں آئمہ اطہار فرمایا کرتے تھے۔ خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگی۔ اطاعت عامہ اللہ ورسول کی پھر علمائے دین کی ہے۔ **قال الله تعالیٰ! اطیعو الله و اطیعو الرسول واولی الامرمنکم** اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم مانو، اور رسول کا حکم مانو، اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں (یعنی امراء و خلفاء) اصل اطاعت اللہ ورسول کی ہے اور علمائے دین ان کے احکام سے آگاہ، پھر اگر عالم سیّد بھی ہو تو نورٌ علیٰ نور، امورِ مباحہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سیّد غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں حدِ شرع کے اندر ہو حضور سیّد عالم ﷺ کی رضا ہے اور حضور کی رضا اللہ عزوجل کی رضا" (العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مختصر مگر جامع جواب میں اہل بیت کرام سے محبت والفت رکھنے کے بارے میں قرآن وسنت کی تعلیمات کا نچوڑ بیان فرمادیا اور اہل بیت کرام سے متعلق اپنا عقیدہ یوں بیان فرمادیا کہ: "ان (اہل بیت۔ نقشبندی) کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ" قارئین یہ تو تھا محبت اہل بیت کے متعلق شرعی عقیدہ اب ملاحظہ ہوں محب اہل بیت کے لیے بشارات، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ "اور جو لوگ سیّدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لیے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں؟" اس کے جواب میں لکھتے ہیں: "ہاں سچے محبانِ اہل بیت کرام کے لیے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں، طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: **الزموا مودتنا اهل البیت فانه من لقی الله و هو یودنا دخل الجنة**

بشفاعتنا والذی نفسی بیده لا ینفع عبدًا عمله الا بمعرفة حقنا۔ ہم اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا۔ وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی بندے کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے" (العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۲ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

تعظیم وتکریم اہل بیت نہ کرنے والے کے لیے وعیدیں:

سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کے ہر ہر فرد سے خوب خوب محبت ومؤدت رکھتے تھے۔ بلکہ سادات کرام کا بھی خوب ادب واحترام فرماتے۔ اور آپ اہل بیت کی تعظیم وتکریم نہ کرنے والوں کو مستحق لعنت سمجھتے" آپ اہل بیت عظام کی تعظیم وتکریم نہ کرنے والے کے لیے وارد شدہ وعیدوں کا ذکر "تعظیم نہ کرنے والے پر لعنت اور وعید" سرخی کے تحت فرماتے ہیں ﷺ **من لم یعرف عترتی والانصار و العرب فهو لاحدی ثلث امامنافق واما لزنية واما لغير فهو حملته امه علی غیر طهر۔** جو میری عترت (اہل بیت) اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ فرماتے ہیں ﷺ **ستة لعنتهم لعنهم الله و کل نبی مجاب، الزائد فی کتاب الله والمکذب بقدر الله والمتسلط بالجبروت لیعذ بذٰلك من اذل الله و یزل من اعز الله والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتی ماحرم الله والتارك سنتی** چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ انہیں لعنت فرمائے، اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، کتاب اللہ میں بڑھانے والا (جیسے رافضی کچھ آیتیں سورتیں جدا بتاتے ہیں) اور تقدیر الٰہی کا جھٹلانے والا، اور وہ جو ظلم کے ساتھ تسلط کرے کہ جسے خدا نے ذلیل بنایا اسے عزت دے اور جسے خدا نے معزز کیا اسے ذلیل کرے، اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال جاننے والا، اور میری عترت (اہل بیت) کو ایذاء وبے تعظیمی روا رکھنے والا، اور جو میری سنت کو برا ٹھہرا کر چھوڑے۔ فرماتے ہیں ﷺ **من احب ان یبارك له فی اجله و ان یمتعه الله بما خوله فلیخلفنی فی اهلی خلافة حسنة، ومن لم یخلفنی فیهم بتك امره وورد علیّ یوم القیمة مسودا وجهه۔** جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو خدا اسے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے۔ جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ لے کر آئے۔ فرماتے ہیں ﷺ **ان الله عزوجل ثلث حرمات فمن حفظهن حفظه الله دینه و دنیاه ومن لم یحفظ هن لم یحفظ الله دینه ولا دنیاه حرمة الاسلام و حرمتی و حرمة رحمی۔** بے شک اللہ عزوجل کی تین حرمتیں ہیں، جو ان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین ودنیا محفوظ رکھے، اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا

کی، ایک اسلام کی حرمت، دوسری میری حرمت، تیسری میری قرابت کی حرمت'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۳ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

تعظیم وتکریم اہل بیت:۔

اہل عشق کے ہاں ہر وہ شے قابل تعظیم وتکریم ہوتی ہے۔ جسے محبوب کے ساتھ معمولی سی بھی نسبت ہو اہل بیت کرام جن کے اجسام میں خونِ مصطفیٰ ﷺ رواں دواں ہو ان کے ساتھ اہل محبت ومودت کے پیار کا کیا عالم ہوگا؟ اور ان کی تعظیم وتکریم کا کیا حال ہوگا؟ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اہل بیت کرام سے پیار گھٹی میں پایا ہو جس کو لوری اہل بیت کی محبت میں دی گئی ہو بھلا وہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کی عزت تکریم میں کوئی کمی کیسے روا رکھ سکتا ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا ''ایک شخص سیّد ہے لیکن اس کے اعمال واخلاق خراب ہیں اور باعثِ ننگ وعار ہیں تو اس سیّد سے اس کے اعمال کی وجہ تنفر رکھنا اور نسبی حیثیت سے اس کی تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سیّد کے مقابل کوئی غیر مثل شیخ مغل، پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی نیک اعمال ہو تو اس کو اس سیّد پر بحیثیت اعمال کے ترجیح ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو؟ بینوا توجروا'' اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ لکھا اس کا ایک ایک حرف اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ آپ واقعی ایک عظیم محبّ اہل بیت اور سادات کرام سے حد درجہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو آپ لکھتے ہیں:

''سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں، ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی۔ ہاں اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے جو کہ وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ: انه لیس من اھلك انه عمل غیر صالح ( ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے نوح (علیہ السلام) وہ یعنی تیرا بیٹا تیرے خاندان اور گھرانے والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔ شریعت نے تقویٰ کو فضیلت دی ہے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ( ) (اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو) مگر یہ فضل ذاتی ہے فضل نسب منتہائے نسب کی فضیلت پر ہے سادات کرام انتہائے نسب حضور سید عالم ﷺ پر ہے، اس فضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ہے'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان کسے صدر بنائیں؟ اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں۔ ''اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کے لیے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۲۲ ص ۴۲۲ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ۳ شوال ۱۳۲۹ھ کو سید محمد احسن صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ۱۰ شوال کو میرا ارادہ حج ہے حج وزیارت کے متعلق مسائل پر مشتمل ایک تحریر لکھ دیں، سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب کے اس ارشاد پر نہایت ہی قلیل وقت میں تقریباً پینتالیس (45) صفحات پر مشتمل رسالہ مسمی بہ ''انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ'' تحریر فرما دیا۔ اس کی وضاحت آپ نے رسالہ کے شروع میں ہی فرما دی، جس کے ایک ایک لفظ سے آپ کی محبت ومودت اہل بیت کرام اور تکریم سادات عظام مہک رہی ہے۔ ملاحظہ ہو: ''۳ شوال ۱۳۲۹ھ کو والا جناب حضرت سید محمد احسن صاحب بریلوی نے فقیر احمد رضا قادری غفرلہ، سے فرمایا کہ ۱۰ شوال کو میرا ارادۂ حج ہے، بہت لوگ جاتے ہیں حج کا طریقہ اور آداب لکھ کر چھاپ دے، حضرت سید صاحب کے حکم سے بکمال استعجال یہ چند سطور تحریر ہوئیں۔ امید کہ بہ برکت سادات کرام اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے، آمین!'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۱۰ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ نقل کیا جا چکا ہے، جس میں آپ فرماتے ہیں کہ: ''سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں، ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی'' قارئین اہل سنت وجماعت! یہ تو تھا فتویٰ اب آپ کا عمل ملاحظہ فرمائیں۔ آپ ایک سید صاحب کو حقیقت مسئلہ کی وضاحت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''فقیر ہر مُسن مسلمان کو مستحق ادب جانتا ہے خصوصاً جناب تو اہل علم وسادات سے ہیں، مقصود صرف اتنا ہے کہ جناب بھی بمقتضائے بزرگی حسب ونسب عمر وعلم ان گزارشوں کو بنظرِ غور وتحقیق حق استماع فرمائیں، اگر حق واضح ہو تو قبول، مرجوع ومامول کہ علماء کے لیے رجوع الی الحق عار نہیں'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۸ ص ۶۱۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول کا اہل بیت کرام سے ادب واحترام کا رشتہ یوں بیان فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا اے ابن عم رسول ﷺ انھوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علما کے ساتھ ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اترے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں'' (مولانا مصطفیٰ رضا: الملفوظ معروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۸۷ مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ، ایضاً حصہ اول

ص ۱۴۴ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اہل بیت کرام سے محبت وعقیدت اور احترام کا رشتہ قابل رشک تھا، آپ سے سوال ہوا: ''عرض: سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً (یعنی ادب سکھانے کے لیے) مار سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: قاضی جو حدودِ الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائیگا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کے شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے۔ تا بہ معلّم چہ رسد (پھر معلّم کو کیسے حق پہنچتا ہے!)'' (مولانا مصطفیٰ رضا: الملفوظ معروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۵۵ ص ۵۶ مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ، ایضاً حصہ سوم ص ۳۹۶ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اہل بیت اطہار خلاصہ مخلوقات ہیں:۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

والہٖ خلاصۃ الانام

مع صحبہ الافاضل الکرام

ترجمہ:۔ اور ان کی آل پر خلاصہ مخلوقات ہیں مع صحابہ کے کہ بہت فضیلت وکرم والے ہیں۔ اس مذکورہ بالا شعر کے فائدہ میں لکھتے ہیں: '' اس قسم کے کلمات اہل عرف مقامِ مدح میں استعمال کرتے ہیں، مثلاً امام الائمہ ابو حنیفہ، سید الاولیاء حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ علماء وسادات عصر کو لکھتے ہیں، افضل المحققین، اکمل المدققین، خلاصہ دودمانِ مصطفوی، نقادۂ خاندانِ مرتضوی اور ان الفاظ سے عموم واستغراقِ حقیقی مراد نہیں لیتے ورنہ بایں معنی امام الائمہ وسیّد الاولیاء حضور اقدس سرورِ دو عالم ﷺ ہیں وبس، اور اگر امت میں لیجیے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسی طرح خلاصہ دودمانِ مصطفوی حضرت بتول زہرا ہیں، اور اوپر سے لیجیے تو حضرت مولا مشکل کشاء اور نقادۂ خاندان مرتضوی حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، پس واضح ہوگا کہ طور متعارف پر حضرات آل اطہار کو خلاصہ مخلوقات کہنا بہت صحیح ہے اور اس سے ان کی فضیلت انبیاء ومرسلین بلکہ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر لازم نہیں آتی کہ جو امور عقائد حقہ میں مستقر ہو چکے وہ خود ایضاحِ مراد کو بس ہیں'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۱۰ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

خدمت اہل بیت پر اجر کی انتہا:

اہل بیت عظام کی بارگاہ میں حدیہ پیش کرنا کس درجہ کا حامل ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ ہو۔ ''بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی

ہے، وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جدِّ اکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوانہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انھیں کے صدقے میں انھیں کی سرکار سے عطا ہوا، جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں۔ ان کی خوشنودی کے لیے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کے ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں، عظیم اکراموں سے مشرف ہوں، ابن عساکر امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من صنع الیٰ اھل بیتی یدًا کافاتہ علیھا یوم القیمۃ جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کریگا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: من صنع صنیعۃ الی احد من خلف عبدالمطلب فی الدّنیا فعلی مکافاتہ اذالقینی (تاریخ بغداد، ترجمہ: ۵۲۲ عبداللہ بن محمد الغزاری، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۰/۱۰۳) جو شخص اولاد عبدالمطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر! قیامت کا دن، وہ قیامت کا دن، وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن، اور ہم جیسے محتاج، اور صلہ عطا فرمانے کو محمد ﷺ سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرما دیں، ایک نگاہِ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے، بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ و انفس ہے، جس کی طرف کلمہ کریمہ اذالقینی (جب وہ روزِ قیامت وعدۂ وصال و دیدارِ محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے، مسلمانو! اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت وسعادت کو لو وباللہ التوفیق'' (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۱۰ ص ۱۰۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ساداتِ عظام کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کے مسئلہ پر پورا ایک علمی وتحقیقی رسالہ لکھا، جس کا نام آپ نے ''الزھر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ھاشم' (بنی ہاشم پر زکوٰۃ کی حرمت کے بارے میں کھلا ہوا شگوفہ) رکھا ہے، یہ رسالہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں (جلد ۱۰ ص ۲۷۱ تا ص ۳۵۸) میں موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا'' سادات محتاجین کو زرِ زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں، بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں اور میں نے سنا ہے۔ کہ علمائے رام پور نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر میں نے اب تک یہ جرأت نہ کی، اس بارہ میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ بیّنوا توجروا'' اس کے جواب میں فقیہ زمان، محدث زماں، امام احمد رضا خاں قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب تحقیقی جواب تحریر فرمایا لکھتے ہیں: '' یہ باون (۵۲) عبارتیں اور ستائیس (۲۷) حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا، بحمد اللہ، اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں، سب کی نقل سے، بخوف تطویل دست کشی کی، بالجملہ اصلاً محل شک وارتیاب نہیں کہ سادات کرام وبنی ہاشم پر زکوٰۃ یقیناً حرام، نہ انھیں لینا جائز نہ دینا جائز۔ نہ

ان کے دئے زکوۃ ادا ہو، تو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں، اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حیلہ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل، کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتویٰ کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کیے ہیں'' (العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ جلد ۱۰ص ۱۰۴مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور) رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کی مواسات کیونکر ہو؟ اس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا لکھا جس کے لفظ لفظ سے آپکی محبت اہل بیت چھلک رہی ہے ملاحظہ ہو۔ ''متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوۃ کی زکوۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو، یعنی کسی مسلمان مصرف زکوۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مال زکوۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوۃ دے کر مالک کر دے، پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے، کہ زکوۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سیّد نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سیّد کا کامل ثواب اسے فقیر دونوں کو ملا'' (العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ جلد ۱۰ص ۱۰۵، ۱۰۶مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

توہین اہل بیت حرام بلکہ کفر ہے

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام رضا احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: ''جو لوگ سیّدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں کہ: ''سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام، بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے، مجمع الانہر میں ہے۔ **الاستخفاف بالا شراف والعلماء کفرومن قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدًا به الاستخفاف کفر** (مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، باب المرتدثم ان الفاظ الکفر انخ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۶۹۵/۱) سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے، جس نے عالم کی تصغیر کرکے عویلم یا علوی کا علیوی تحقیر کی نیت سے کہا تو کفر کیا'' (العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ جلد ۲۲ص ۴۲۰مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری دروازہ لاہور)

شیخ القرآن، شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، جامع معقول و منقول، شیخ العلماء، آفتاب رضویت، ماہتاب سنیت، پیر طریقت، جامع شریعت، شمس المشائخ، محسن اہلسنت، راس العلماء، مقدام الفضلاء، ہمارے شیخ طریقت حضور سیدی مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ نے مسلسل 50 سال دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت میں صرف فرمائے۔ قبلہ شیخ الحدیث، محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر خانقاہ ڈوگراں تشریف لائے۔ دین نبوی کی خاطر مشکل حالات کا سامنا کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں محض دین کی خاطر برداشت فرمائیں۔ تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اہم کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت میں پیش پیش رہے۔ کیمونزم، سوشلزم کے خلاف صدائے حق بلند فرمائی۔ بدعقیدگی کے خلاف جہاد فرمایا!

محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے مشن پر کاربندی فرمائی۔ وقت کے حکمرانوں سے مرعوب نہ ہوئے۔ خانقاہ ڈوگراں اہلسنت کا قلعہ بھی آپ ہی کی وجہ سے کہلاتا ہے۔ خانقاہ ڈوگراں میں ہر طرف اہلسنت کی مساجد آباد ہیں۔ یہ سب کچھ سیدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات کی بدولت ہے۔ آپ کے چھ صاحبزادگان ہیں۔

نام و نسب:

مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کا نام گرامی محمد عبدالکریم بن حافظ میاں محمد سراج الدین ہے آپ ابدال تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے خاندان کی شرافت و دیانتداری پورے علاقہ میں معروف و مشہور ہے۔

مرشد کامل:

مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ غازی اسلام پیر محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھیرہ شریف سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہیں۔

اساتذہ کرام:

مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا حکیم سیف الدین سالمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف سالم تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ہیں۔ جن سے درس نظامی کی مکمل کتب پڑھیں، مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کے اخص الخواص معلم و استاذ محدث اعظم پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ابوالفضل حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ سلسلہ چشتیہ مین بیعت تھے۔ قادری رنگ غالب تھا اور سلسلہ قادریہ میں ہی بیعت فرماتے تھے۔ ناچیز محمد جمیل رضوی سلسلہ قادری میں آپ سے بیعت ہے۔ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ عالیہ بھی مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے معلوم ہوا آپ جب دربار محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دیتے تو ایسے معلوم ہوتا جیسے آپ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے باتیں کر رہے ہیں ،مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری حاصل تھی۔ مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بارہا مرتبہ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے۔ مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ جیسا حاضری کا ادب کرتا کسی اور میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضوری تھے۔

انداز تبلیغ:

مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کا طرز تبلیغ نہایت آسان انداز میں ہوتا بیان میں عام فہم الفاظ استعمال فرماتے۔ زیادہ تر عوام کا لحاظ ہوتا اور وعظ شیریں پنجابی زبان میں فرماتے۔ کچھ الفاظ سرگودھا کی میٹھی زبان میں بھی فرماتے۔ آیات کا آسان الفاظ میں ترجمہ آیات سے متعلق احادیث زیادہ تر موضوع کے مطابق ہوتی تھیں۔ آپ کا لہجہ میٹھا اور گرجدار ہوتا تھا۔ آیات سے متعلق صدق و معرفت سے بھرے اشعار ترنم میں پڑھتے تھے۔ اور کسی جگہ کسی بدعقیدہ نے کوئی خرافات کی ہوتیں تو قرآن و حدیث کی روشنی میں احسن طریقے سے اسکا ازالہ فرماتے۔ خطبہ جمعہ یا دیگر مواعظ میں حسن تدبیر سے وعظ فرماتے نزاکت مقام پر گہری نظر رکھتے تھے۔ کلم الناس علی قدر عقولھم کا خاص خیال فرماتے۔ دور دراز مقامات پر آپ کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا کبھی کسی چیز کا مطالبہ نہیں فرمایا اور نہ کبھی کسی سے آمد و رفت کے مشاہرات کا مطالبہ فرمایا اور کہیں کوئی نذرانہ پیش کرنا چاہتا تو فرماتے تھے ضرورت نہیں۔ مہربانی شکریہ اللہ برکت دے کسی کے کچھ دینے سے نہ خوش ہوتے اور نہ

دینے سے ناراض نہ ہوتے۔ آپ کو اپنے مریدین و تلامذہ سے ظاہراً کچھ لینے کی غرض نہ تھی اور جب کوئی صاحب کوئی غلطی کرتے تو بطریق احسن اصلاح فرماتے۔ آنے والے پر نظر رکھتے تھے بہت میٹھے انداز سے آہستہ آہستہ گفتگو فرماتے تھے باوجود اس کے کہ بعض اوقات عام گفتگو میں آپ کے بہت قریب ہونا پڑتا تھا لیکن دوران مواعظ آواز سامعین و ناظرین کو یکساں پہنچتی تھی من یتوکل علی اللہ آپ کا شعار تھا۔

دوران تقریر بلا موضوع گفتگو نہ فرماتے اگر دوران خطاب کوئی سوال آجاتا تو قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب فرماتے۔ دوران خطاب، خلاف شرعی امور پر تنبیہ بھی فرما دیتے تھے۔ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ آپ کے خطاب میں نظر آتا۔

طلبہ کو توکل علی اللہ کا درس فرماتے اس لئے آپ کے تلامذہ میں مشاہرات کے تقرر کی عادت نہیں ہے موجودہ دور میں اگرچہ مساجد کی انتظامیہ نے ماحول جوں کا توں کر دیا ہے پھر بھی مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت تدریسی کی بدولت توکل کا مظہر موجود ہے۔ طلبہ میں سے اگر کوئی غیر حاضری کرتا تو اسباق کی اہمیت اور عدم حاضری کے نقصانات بیان فرماتے، جو طلبہ بیاہ و شادی و دیگر غیر ضروری امور کی تعطیل مانگتے تو دوران اسباق فضائل علم اور لہو و لعب کی مذمت بیان فرماتے۔ اکثر دورانِ تدریس مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اسلاف کے عقائد و اعمال پر کاربند رہنے میں ہی نجات ہے۔ جب کسی جگہ خطیب یا امام کو بھیجتے تو فرماتے لوگوں سے سوال نہ کرنا جس اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدا کیا ہماری ضرورت سے زیادہ اُسے علم ہے کہ میں نے اپنی مخلوق کے فلاں فرد کو رزق رسانی کرنی ہے رزق انسان کو اس کی طلب سے زیادہ تلاش کرتا ہے۔

مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کو آواز سے ضحک کرتے کبھی نہیں دیکھا، اگر کوئی مقرر کچھ الفاظ ناموزوں بولتا تو بطریق احسن اس کی بھی اصلاح فرماتے دوران تدریس اردو شرح والی کتب پاس رکھنے سے بھی منع فرماتے ۔ اکثر فرمایا کرتے جن کتب کو سبقاً پڑھا ہے وہ پڑھانے میں از بر ضروری ہیں۔ دوران تدریس دینی کتب کا ذخیرہ کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتے۔ جس طرح مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نسبی شہزادگان کی اعلیٰ تربیت فرمائی ہے اس طرح اپنے روحانی بیٹوں شاگردوں کو بھی نمونہ عمل بنایا ہے۔

مناظرے:

مرشدی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ نے حقانیت اہلسنت کیلئے بدمذہبوں سے مسئلہ علم غیب و حاضر و ناظر، نور بشر، اختیارات، امامت و خلافت، ختم نبوت، گستاخانہ عبارات و دیگر موضوعات پر مختلف اوقات میں مختلف اذہان

والوں سے مناظرے کیئے جن میں صداقتِ اہلسنت کا پرچم لہرایا۔

دورہ حدیث:

مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ درجہ کے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم محدث بھی تھے۔ جب 1990ء میں شارح بخاری حضرت شیخ الحدیث استاذ غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ جامعہ رضویہ فیصل آباد سے دورۂ حدیث پڑھانے سے مستعفی ہوئے تو طلبہ کرام کے عرض کرنے پر مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ وصال تک جامعہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں میں دورہ حدیث پڑھاتے رہے۔ مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ نے ایام علالت میں استاذ المدرسین حضرت علامہ صاحبزادہ محمد نور المجتبیٰ چشتی صاحب مدظلہ کو دورہ حدیث شریف پڑھانے کے منصب پر فائز فرمادیا تھا۔ یہ حکم بھی اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میرے بعد شیخ الحدیث (قبلہ) چشتی صاحب ہوں گے۔

معمولات زندگی:

مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ پنجگانہ نماز خود پڑھاتے۔ نماز اشراق، چاشت، اوابین، تہجد، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء ادا فرماتے۔ رمضان شریف میں قرآن شریف کی تلاوت بکثرت فرماتے، شب برات کے موقع پر حضرت حاجی دیوان رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جانے کا التزام تھا، وہ لاؤڈ سپیکر کے بغیر نماز پڑھاتے، تصویر سازی سے ناراض ہوتے، مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب کوئی شاگرد یا صاحب ارادت مند آتا تو علاقے کے حالات و واقعات پوچھتے اور فرماتے آپ کیا کر رہے ہیں۔ اگر کوئی صاحب کہتا کہ فارغ ہوں تو فرماتے فارغ رہنے کا وقت نہیں مسلک اہلسنت کے مخالف ہر طرف زور لگا رہے ہیں۔ آپ کو فارغ رہنا کیسے پسند آیا۔ مدرسہ، لائبریری بنانے اور دینی کام کی طرف توجہ دلاتے۔ صبح سے شام تک اسباق درس نظامی وتعویذات کا سلسلہ رکھتے اپنے آرام طعام وغیرہ کا خیال نہ فرماتے ہر وقت خلق خدا کی فلاح واصلاح کیلئے کوشاں رہتے۔ شہر شہر، گاؤں گاؤں، گلی گلی، گھر گھر دین کے ڈنکے بجائے۔ مختلف اوراد و وظائف بھی پابندی سے ادا فرماتے۔ تلامذہ و مریدین۔ اپنے مدرسین، خطباء مقررین، ائمہ، حفاظ، قراء مصنفین کا علمی ورثہ چھوڑا۔ آپ محدث عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں آپ کے روحانی تصرف کے اعتبار سے آپ محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کے مظہر ہیں آپ جامع شریعت اور پیر طریقت شمس المشائخ ہیں۔ آپ کے تلامذہ ومریدین کا حلقہ وسیع تر ہے۔ ملک و بیرون ملک میں آپ کے روحانی فرزند دینی تعلیم کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ مرشدی و

معلمی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں وشاگردوں میں سب سے کم ترین محمد جمیل رضوی بھی شامل وداخل ہے۔

تصانیف:

مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ مدرس اعلیٰ، محدث عظیم، پیر ہدیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت اعلیٰ مرتبہ کے مصنف بھی تھے مندرجہ ذیل آپ کی تصنیف شدہ یادگاریں ہیں۔

۱۔ عصمت ابی البشر
۲۔ التوحید
۳۔ دینی تعلیم کیوں ضروری ہے۔
۴۔ تنویر القبور
۵۔ فیض مرشد
۶۔ پیغام رجب
۷۔ احکام قربانی
۸۔ تذکار شہداء
۹۔ پیغام میلاد
۱۰۔ اللہ رسول کے سنہری اصول
۱۱۔ ضرب مجاہد
۱۲۔ ہم عید میلاد النبی کیسے منائیں۔
۱۳۔ سود کی حرمت

مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ کا فیض آپ کے شہزادگان وتلامذہ اور ان کتب کی صورت میں موجود ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا۔ آخری ایام میں رقت کی کیفیت اور دیر تک دعا کرنا اکثر احباب نے مشاہدہ فرمایا ہے غلبہ روحانیت کی وجہ سے آپ کے چہرے سے نور پھوٹتا تھا۔ ۱۴۲۴ء ۱۶ شعبان المعظم کو جامعہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر آخری زیارت ودست بوسی ہوئی۔ جتنی دیر آپ اسٹیج پر تھے آسمانوں سے آپ کے چہرے پر نور کی برسات ہو رہی تھی اور جم غفیر میں آپ کے چہرہ پر نور چھلک رہا تھا۔ ایسا نورانی سماں کبھی نہیں دیکھا۔ نور کی برسات ہو رہی تھی۔ صاحبزادہ محمد نور المصطفیٰ صاحب سٹیج پر آبدیدہ تھے۔ اجتماع میں میرے سمیت دردِ دل آنسوؤں کے موتی بہا رہے تھے جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رحمتہ اللہ علیہ کا رقت انگیز، آنسوؤں سے لبریز خطاب مزید نوری لحات کی آبیاری کر رہا تھا میری آنکھیں رو رہی تھیں۔ دل پریشان تھا، زبان کچھ کہنا چاہتی تھی مگر بول نہیں سکتی تھی۔

وصال شریف:

دین متین ومسلک اہلسنت کی ۵۰ سال مسلسل خدمت کرتے ہوئے مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ کے محبوب مہینے رمضان شریف میں چوتھے روزے جمعتہ المبارک کا دن گزار کر عین نماز تراویح کے اختتام پر سوا آٹھ بجے اس جہاں سے داغ مفارقت دے کر چلے گئے۔ آپ کا جسم مبارک گھر میں موجود تھا۔ رات کے سہانے وقت میں خوشبو پھیل گئی سبز لباس والے رجال الغیب سلامی کو حاضر ہوئے۔ یہ خوشبو موجودات نے محسوس کی وصال سے

صبح تک مخلوق خدا گروہ در گروہ آتی رہی۔ جب مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ کو 5 رمضان شریف ۱۴۲۴ء بروز ہفتہ غسل دیا جا رہا تھا تو دوران غسل آپ نے آنکھ کھول کر دیکھا اور مسکرا دیے اور اپنی انگشتان مبارکہ خلال کیلئے خود پھیلا دیں۔ بعد میں جب خوشبوئے مدینہ لگائی گئی تو چہرہ مبارک سے نوری کرن ظاہر ہوئی جس پر میاں بشیر حسین قادری رضوی نے جو غسل میں شامل تھے الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولاهم یحزنون پڑھا۔ اسی اثناء میں خطیب عرب وعجم صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حافظ آبادی بھی تشریف لے آئے انہوں نے آنسو بہاتے ہوئے مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ محمد نور المصطفٰے رضوی صاحب کو گلے لگاتے ہوئے کہا یہ میرے مسلک اہلسنت کی حقانیت ہے کہ مولانا کا چہرہ چمک رہا ہے۔ غسل مبارک کے بعد کفن پہنا کر مرشدی ابوالفیض رحمتہ اللہ علیہ کی چارپائی سنی رضوی جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں میں لائی گئی تو انسانیت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آنسو بہا رہا تھا۔ اسی دوران ناچیز محمد جمیل رضوی نے لاؤڈ سپیکر پر اعلان شروع کر دیا اے لوگو آؤ ہمارے شیخ پیر و مرشد کی زیارت کر و دیکھو چہرہ کیسے چمک رہا ہے۔ یہ منظر سنی رضوی مسجد میں علماء کے جم غفیر میں ہزاروں ارادت مندوں نے دیکھا جب آپ کی چارپائی کو لمبے لمبے بانس باندھ کر ہاکی گراؤنڈ خانقاہ ڈوگراں کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو خلق خدا رو رہی تھی۔ ہر طرف آہیں اور سسکیاں تھیں لوگ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ عاشق رسول اللہ ﷺ کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ہر راستے سے شمع نبوت کے پروانے عاشق رسول کا جنازہ پڑھنے جا رہے تھے۔ ہاکی گراؤنڈ کھچا کھچ بھر چکا تھا ابھی لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی۔

نماز جنازہ:

تقریباً ایک لاکھ کے قریب قریب علماء مشائخ، صحافی، دانشور، تاجر وکلاء، مزدور، دکاندار، عوام وخاص ٹھاٹھیں مارتا سمندر امڈ آیا۔

احقر العباد، ادنی من تلامذه ومن مریدیه

مفتی محمد جمیل رضوی (شیخوپورہ)

چلو چلو ننکانہ شریف چلو

سالانہ روحانی اجتماع

عرس مبارک

غوث زمان قطب دوران، پیر کامل، حضرت پیر میاں

حیات محمد قادری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ

زیر صدارت:۔ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ، الحاج میاں

محمد بشیر حیات نقشبندی مجددی

سرپرست تحریک حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیب سجادہ: درگاہ عالیہ غوثیہ ننکانہ شریف شاد باغ کالونی

بتاریخ:۔ 6 صفر المظفر 1437ھ، 2015 عیسوی صبح 10:00 تا نماز عصر

بمقام: آستانہ عالیہ غوثیہ باغ کالونی ننکانہ شریف

نوٹ:۔ محرم الحرام شریف کا چاند 29 کا شمار کیا جائے گا۔

منجانب:۔ پاکستان تحریک حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کنز الایمان شریف کے مشکل الفاظ آسان وسلیس زبان میں خاص وعام کے لیے بہت آسان، ہر آیت کے ساتھ کل آیات وپارہ کی آیات مندرج، آیات وسورتوں کی صحیح تعداد وتعین، طباعت کے آخری مراحل میں ہے انشاء اللہ جلد منظر عام پر آرہا ہے

انٹر نیشنل بریلی فاؤنڈیشن

ضروری اعلان

امام المناظرین، شیخ الدلائل، شیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد عنایت اللہ قادری** رضوی حامدی رحمۃ اللہ علیہ (سانگلہ ہل والے) آپ کی سوانح حیات مرتب کرنے کے لیے اور جمادی الثانی شریف میں آپ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر "مجلہ صاحب لولاک" کا شیر اہلسنت نمبر شائع کرنے کے لیے مواد کی فراہمی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ آپ کے علم میں کوئی اہم واقعہ۔ آپ کے ملفوظات وارشادات ہوں تو کاغذ پر لکھ کر اولین فرصت میں بھجوادیں

حضرت شیر اہلسنت علیہ الرحمہ کے ہاتھ کا کوئی فتویٰ یا تحریر یا آڈیو ویڈیو کی صورت میں کوئی مواد ہو تو براہ کرم اس کی ایک عدد کاپی ادارہ کو ارسال فرمادیں۔ ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا

خط وکتابت کا پتہ: دفتر مجلہ صاحب لولاک ملحق جامع مسجد صدائے یارسول اللہ نزد THQ ہسپتال محلہ احمد آباد سانگلہ ہل ضلع ننکانہ شریف **0300-7296299 /0303-6238688**